تعلیم الایمان:

صفاتِ الٰہی

الرزّاق، الکبیر
الرحمن، الرحیم

میں غور وفکر کا طریقہ

مرتب

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

☆مفتی محمد شعیب مظاہری
(خطیب مسجد وزیر النساء، حیدرآباد)

☆مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی
(خطیب مسجد عمر بن خطابؓ، حیدرآباد)

☆مفتی امتیاز احمد خان مفتاحی
(مہتمم جامعۃ المؤمنات نرمل)

☆مولانا محمد یاسین قاسمی ملانوی
(مہتمم جامعہ شاکرہ للبنات، عادل آباد)

ناشر: عظیم بک ڈپو، دیوبند، یوپی

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ صفاتِ الٰہی الرزّاق، الکبیر، الرحمٰن الرحیم میں غور وفکر کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مفتی محمد شعیب مظاہری، مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی
مولانا امتیاز خان مفتاحی، مولانا محمد یاسین ملانوی

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۴ء مطابق ۱۴۴۶ھ

تعداد اشاعت:۔ 500

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس، حیدرآباد، تلنگانہ۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔9997177817

انشاءاللہ یہ کتاب مصنف سے تحفتاً حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کتاب کے علاوہ دوسرے اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کیلئے "ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ" پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔

عظیم بکڈپو دیوبند یوپی سے نصف قیمت پر کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔

تعلیم الایمان کتابوں سے متعلق اس نمبر پر ربط کریں: 9966992308

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلـرَّزَّاقُ (رزق عطا کرنے والا)

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ o (الذاریات:۵۸)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ خود ہی رزّاق ہے، بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے، اللہ تعالیٰ اکیلا تمام مخلوقات کو رزق اور روزی دینے والا ہے، اس کے علاوہ اس جیسا کوئی دوسرا رزّاق نہیں۔

سوال: رزّاق کے صحیح معنٰی کیا ہیں؟

جواب: رزّاق کے معنٰی ہیں ’’رزق دینے والا‘‘، وہ سامان جو کسی کی طرف سے مخلوقات کو راحت و آرام پہنچانے دیا جائے، یہ صرف اللہ ہی کرسکتا ہے، وہی اکیلا بہترین قسم کا رزق دینے والا ہے، اللہ کے علاوہ کسی میں یہ قدرت ہی نہیں کہ وہ ہر مخلوق کو سامانِ زندگی کا رزق دے سکے، اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کا اکیلا مالک ہونے اور رب ہونے کے ناتے تمام مخلوقات کو ان کی زندگی کی راحت و آرام کی چیزیں دینے والا ہے، اس نے مخلوقات کو رزق عطا کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے رکھی ہے۔

سوال: دنیا میں بہت سے لوگ اور حکومتیں انسانوں کو راحت و آرام پہنچانے کے سامان دیتے رہتے ہیں، کیا وہ بھی رزّاق کہلاتے ہیں؟

جواب: دنیا میں ایک انسان، دوسروں کو آرام و راحت کے جو جو سامان دیتے رہتے ہیں وہ سب ان کا ذاتی سامان نہیں ہوتا، اللہ کا پیدا کردہ یا اللہ کے را میٹریل سے تیار کردہ ہوتا ہے، اس لئے وہ رزّاق نہیں، عبدالرّزاق کہلاتے ہیں۔

سوال: اس کو مثال سے کیسے سمجھیں؟

جواب: مثلاً: سائنس داں، سائنس کے علم سے مختلف چیزیں انسانوں کے فائدہ کے لئے ایجاد کرتے رہتے ہیں، تو غور کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اعضاء عطا کرتا ہے، عقل وفہم

عطا کرتا ہے، سائنس کا علم عطا کرتا ہے، آلات و اسباب عطا کرتا ہے، صحت عطا کرتا ہے، مختلف چیزوں پر ریسرچ کی صلاحیت عطا کرتا ہے، تب ہی وہ کوئی چیز تیار کر سکتے ہیں، یہ سب چیزیں اللہ انسانوں کے فائدہ کے لئے عطا کرتا ہے، تب ہی وہ کوئی چیز تیار کر سکتے ہیں، چڑیا کو دیکھ کر ہوا میں اُڑنا اور مچھلی کو دیکھ کر پانی میں تیرنا سیکھو گے، پانی کا جہاز چلانا سیکھا، ہوائی جہاز اُڑانا سیکھا، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ رزق کے طور پر عطا کرتا ہے، اس لئے سائنس داں 'رزّاق' نہیں کہلاتے۔

سوال: کیا رزّاق کے معنٰی جسمانی غذاء دینے والے کے نہیں ہیں؟

جواب: عام طور پر انسانوں میں رزّاق کے معنٰی یہ سمجھے گئے کہ جسمانی غذاء دینے والا 'رزّاق' کہلاتا ہے، اور انسان زیادہ تر غلہ' اناج' ترکاریوں' پھلوں' پھولوں اور کھانے پینے کی چیزوں کو ہی رزق تصور کرتا ہے، یہ رزق کا تصور صحیح نہیں ہے، یہ رزق کا ایک حصہ ہے۔

سوال: رزق کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: رزق کے بہت وسیع معنٰی ہیں، علم نافع کا ملنا، ہدایت کا ملنا، پیغمبر کا عطا ہونا، اعمالِ صالحہ کا ملنا، نیک لوگوں کی صحبت کا ملنا، نیکیاں کرنے کا موقع ملنا، دعوتِ دین اسلام کا ملنا، غلہ' اناج' ترکاریوں' پھل پھلاری' دوائیں' آکسیجن' کاربن ڈائی آکسائیڈ' لکڑی' پتے' دودھ' انڈے' گوشت' چمڑا' ہڈّی' کھیت' باغات' مکانات' دکانات' سائنس وٹکنالوجی کا علم' ٹیلیفون' موبائل' ٹی وی' سفر کے لئے سواریاں' جنگی ساز و سامان' حکومت' اقتدار' عہدہ و کرسی' نیک بیوی' صالح اولاد' صحیح سالم جسمانی اعضاء، ہر عضو میں ان کی قوت ہونا، ان کا صحیح کام کرنا، گفتگو کی قوت' سونے اور اٹھنے کی قوت' اور دماغ سے سوچنے سمجھنے کی قوت' دل میں حرکت کی قوت' لباس کے لئے روئی' فرنیچر' اے سی' فریج' پنکھے، جانوروں سے مختلف ضرورتیں' علاج کے لئے دوائیں' تھکان دور کرنے کے لئے نیند ملنا، لوہے سے مختلف چیزیں بنانا، زمین سے سونا چاندی، کوئیلہ، تیل، پٹرول نکالنا، پانی سے بخارات' ابر' بارش اور برف وغیرہ ملنا، سورج سے روشنی' گرمی اور دوسری شعاعیں ملنا، چاند سے ٹھنڈک' روشنی

اور تاریخ، دن ورات کی تبدیلی، سمندروں میں مدّ و جزر آنا وغیرہ وغیرہ...... یہ سب رزق میں شمار ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ یہ رزق کسی کو کم اور کسی کو زیادہ عطا کرتا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے رزق کم یا زیادہ دینے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد دیتا ہے اور کسی کو اولاد نہیں دیتا، کسی کو بیٹا دیتا ہے تو کسی کو بیٹی، ہوا میں اڑنے والے پرندے شاہین اور مردار کھانے والی گدوں کو آنکھوں میں بہت دور تک دیکھنے کی طاقت دیتا ہے، دوسرے پرندوں کو اتنی دور تک دیکھنے کی صلاحیت نہیں دی، شیر کو سب جانوروں کے مقابلے آواز اور طاقت کا رزق زیادہ دیتا ہے، دوسروں کو اتنی آواز کی طاقت نہیں دی، سورج کو روشنی اور گرمی کی طاقت کا رزق زیادہ دیا، چاند کو ٹھنڈی روشنی کا رزق دیا، ہاتھی، دن رات خوب غذاء کھاتا ہے، انسانوں میں کسی کو دماغ میں سوچنے سمجھنے کا رزق زیادہ دیتا ہے اور کسی کو کم، کسی کو پہلوان بنا کر طاقت کا رزق زیادہ دیتا ہے، کسی کو اعضاء صحت مندر کھنے کا زیادہ رزق دیتا ہے، کسی کو حسن وخوبصورتی کا رزق زیادہ دیتا ہے۔

سوال: اللہ کتنے راستوں سے انسان کے رزق کا انتظام کرتا ہے اور کیسے؟

جواب: انسان کو اللہ نے دو قسم کا رزق عطا کرنے کا انتظام کیا، ایک پیغمبر پر آسمان سے وحی الٰہی نازل کر کے وحی کا رزق دیتا ہے، وہ روحانی رزق کہلاتا ہے۔ دوسرے جسمانی پرورش کرنے کے لئے زمین سے نکلنے والی چیزوں اور ہنر سے مادّی وجسمانی رزق دیتا ہے۔

سوال: کیا جسمانی اور مادّی رزق کا تعلق آسمانی رزق وحی الٰہی سے ہے؟

جواب: ہاں جسمانی اور مادّی رزق کا تعلق آسمانی رزق وحی الٰہی سے جڑا ہوا ہے، اگر مادّی وجسمانی رزق حرام راستوں سے حاصل کیا جائے تو حرام رزق انسان کی روح کو کمزور اور بیمار کر دیتا ہے، اور وحی الٰہی کا علم ایسے حرام مادّی رزق سے پلنے والے جسم اور اعضاء پر اپنا اثر نہیں دِکھاتا، دل میں نورانیت پیدا نہیں ہوتی اور انسان روحانیت سے محروم ہو جاتا ہے، اور انسان میں گناہوں سے محبت اور نیکیوں سے گھبراہٹ ودوری کا مزاج پیدا ہو جاتا ہے۔

سوال: وحی الٰہی کا رزق کیوں حرام رزق سے پلنے والے جسم میں اپنا اثر

نہیں دِکھاتا؟

جواب: آسمانی وحی الٰہی کا رزق پاک ہے، اور وہ پاک نورانی ہونے کی وجہ سے ناپاک وگندے اور حرام رزق سے پلنے والے جسم پر اثر نہیں کرتا۔

سوال: حرام رزق کے راستے کیا کیا ہیں؟ وحی الٰہی نے کن کن راستوں سے رزق حاصل کرنے کو حرام کیا ہے؟

جواب: شرکیہ عقائد واعمال سکھا کر مال ودولت کمانا، ناچ گانے' بجانے سے مال کمانا، زنا اور جسم فروشی سے مال کمانا، شراب' جوا اور ریس کے ذریعہ مال کمانا اور استعمال کرنا، جوڑے کی رقم' ناجائز سامانِ جہیز کے لئے دوسروں کے گھروں کو لوٹنا، رشوت لینا، دھوکہ' غبن اور جھوٹ سے مال کمانا، جھوٹ اور دھوکہ دے کر تجارت سے مال کمانا، لوگوں کی زمین' جائیداد' مکان ودُکان پر ناجائز قبضے کر کے کمانا، دادا گیری سے معمول کے طور پر مال وصول کرنا، ہراج کی چٹھی اور رہن کے مکان ودکان کے ذریعہ، بینکوں میں فکس ڈپازٹ کے سود سے مال کمانا، سور اور مردار کا گوشت کھانا اور اس کی تجارت سے مال کمانا، دُکان و مکان خالی کرنے کے لئے پگڑی کی رقم لینا، جھوٹے مقدمات کے ذریعہ جائیداد چھین لینا، بیوی کو مہر معاف کرنے کے لئے مجبور کرنا اور زبردستی معاف کروالینا، چوری سے مال کمانا، کام چوری سے اجرت پوری لینا، سینما ہال بنا کر مال کمانا، لوگوں سے قرض لیکر ڈبو کر عیش کرنا، بھیک مانگنا، سودی کاروبار کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ ان سب مادّی راستوں سے کمایا ہوا رزق حرام کہلاتا ہے، اسلام نے ان راستوں سے رزق حاصل کرنے کو حرام کردیا ہے۔

سوال: مادّی رزق یا جسمانی رزق سے کیا مراد ہے؟

جواب: مادّی رزق' یعنی جو مال کھیت سے' تجارت سے' نوکری و ملازمت سے' وراثت سے' باپ دادا کی جاگیر سے' زمین' دُکان' مکان' جائیداد' گاڑی' سونا یا چاندی فروخت کر کے، یا کمیشن کے ذریعہ مال حاصل کرنے، یا کسی کا ہدیہ وتحفہ دینے سے مال اور سامان ملے، کوئی دعوتِ طعام کرے، یا مال ہنر' محنت مزدوری' تحفہ' عطیہ اور تجارت وغیرہ

کے ذریعہ جسمانی محنت کے ذریعہ ملے' یہ سب مادّی رزق کہلاتا ہے۔

سوال: روحانی رزق کسے کہتے ہیں؟ کیسے اور کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟

جواب: روحانی رزق' اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پر وحی الٰہی نازل فرما کر عطا کیا، جو قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے، پیغمبر اور ان کے وارثوں (علماءِ دین) کے ذریعہ ہدایت' تقویٰ و پرہیزگاری اور اعمال صالحہ کا ملنا، نماز' روزہ' زکوۃ' حج کی توفیق ملنا، تلاوت قرآن کے ذریعہ عقل وفہم کو ہدایت ملتے رہنا، حرام رزق کھانے سے نفرت' اور حلال رزق کھانے کی توفیق ملتے رہنا، نیکی سے محبت اور گناہوں سے نفرت پیدا ہونا، گناہ ہوجانے پر فوراً توبہ و استغفار کی توفیق ملنا، نفس کو نفس مطمئنہ بنانا، یہ سب روحانی رزق کہلاتا ہے۔

سوال: انسان کی روح میں روحانیت وطاقت کب پیدا ہوتی ہے؟

جواب: انسان مادّی اور جسمانی رزق شریعت کے مقرر کردہ حلال راستوں سے حاصل کرے تو حلال رزق کی وجہ سے جسم پاک رہتا ہے، اور روحانی رزق کو جذب کرتا ہے اور دل میں نورانیت پیدا کرتا ہے، اور وحی الٰہی انسان کی روح کو طاقتور اور تندرست بنائے رکھتی ہے، اور اعضاء سے اللہ کا تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے کی طاقت عطا کرتی ہے، ایسے انسان کو گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت پیدا ہوتی رہتی ہے۔

جو لوگ حرام راستوں سے رزق حاصل کرکے جسم کی پرورش کرتے ہیں، ایسے انسان وحی الٰہی کی تلاوت کریں تو ان کی تلاوت حلق سے نیچے نہیں اترتی، دل وحی کی نورانیت کو جذب نہ کرکے تقویٰ اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، ایسا انسان دنیا ہی کو بنانے کی محنت کرتا ہے، اور وہ حرام وحلال کی تمیز سے محروم رہتا ہے۔

سوال: حرام رزق کی مثال جسم کے لئے کیسی ہے؟

جواب: حرام رزق کی مثال جسم کے لئے گھر کی ٹانکی کی طرح ہے، جس طرح گھر کی ٹانکی میں گندگی، بول وبراز ملا دیا جائے تو گھر کے پورے نلوں سے گندہ اور ناپاک پانی نکلے گا، اسی طرح انسان کے جسم کے معدے میں حرام راستوں سے حاصل کردہ رزق اتارا جائے تو

اس کے جسم کے اعضاء سے رسول اللہ ﷺ والے اعمال نہیں نکلتے، وہ شیطانی اعمال کا شکار ہوجاتا ہے، یا پھر حرام راستوں سے سامانِ زندگی رکھ کر زندگی گذارے تو اس کے دل کو سکون و راحت نہیں ملتی، وہ سب کچھ رکھتے ہوئے بے سکون بے اطمینانی کی زندگی گذارتا ہے، حرام راستوں سے رزق حاصل کرنے سے لوگوں کی بددعاء اور ظلم کی بدولت آہ نکلتی ہے، اور وہ دلی اعتبار سے بے سکون رہتا ہے، اس کی اولاد میں بھی حرام رزق کے اثرات پہنچتے ہیں۔

سوال: حرام راستوں سے رزق ملے تو انسان کس طرح خوشی محسوس کرتا ہے؟

جواب: جن انسانوں کو سود، رشوت، ناجائز جوڑے رقم، سامانِ جہیز، جائیدادوں پر ناجائز قبضہ، سور کا گوشت، عورت مرد کا زنا کا ماحول، جسم فروشی، جوّا، ریس، دھوکہ، فریب، خیانت وغیرہ سے مال حرام ملے تو وہ کتّا، بلّی کی طرح خوش ہو ہو کر اُسے استعمال کرتے ہیں، جس طرح کتّا، بلّی سڑھا ہوا بدبودار گوشت ملے تو دم ہلا ہلا کر مزہ لیتے ہوئے کھاتے ہیں، اسی طرح حرام راستوں سے بغیر محنت کے دولت ملے تو ایسے انسانوں کو مزہ آتا ہے اور وہ کتّے ہی کی طرح خوش ہو کر دم ہلا ہلا کر کھاتے ہیں، ایسے لوگ زیادہ تر اپنا پیسہ فضول خرچی، ناچ گانا، بجانا، شراب، جوّا، ظلم وزیادتی، زنا، دین کو مٹانے، اللہ کی نافرمانی میں استعمال کرتے ہیں، ان کو اس دولت کا درد اور احساس نہیں رہتا۔

سوال: سود خور اور رشوت خور اور چوروں کا دل کیسا ہوجاتا ہے؟

جواب: جو لوگ سود خور، رشوت خور، چور، دھوکہ وفریب اور غبن سے مالِ حرام حاصل کرتے ہیں وہ اخلاقِ رذیلہ کا شکار رہتے ہیں، وہ سخت دل بن جاتے ہیں، اور خود غرض، بے رحم، جلاّد بن کر انسانوں کا خون چوسنا چاہتے ہیں، اپنی غرض کی خاطر لوگوں کی بے آبروئی اور بے عزتی کرتے ہیں، ان کو اپنے ظالم ہونے کا احساس ختم ہوجاتا ہے۔

سوال: صفاتِ الٰہی رب اور رزّاق میں کیا فرق ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ رب ہونے کے ناتے زمین، آسمان، ہوا، پانی، نباتات، حیوانات، جمادات، پہاڑ، ریگستان، سمندر، انسان، جن اور فرشتے سب کو پیدا کرکے ان کا مربّی اور

پرورش کرنے والا' اکیلا مالک ہے، اب ان مخلوقات سے اپنی دیگر مخلوقات کو زندگی گذارنے کے مختلف سامان عطا کر رہا ہے۔

مثلاً اللہ رب ہونے کے ناتے ہر مخلوق کو زندگی گذارنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے سامانِ زندگی کا رزق چاہیئے، چنانچہ رزق کے معنٰی یہ ہیں کہ مخلوقات کو راحت و آرام پہنچانے کے سامان عطا کرنا، مختلف چیزوں کو مختلف چیزوں سے نفع حاصل کرنے کی کھلی چھوٹ دینا، اس تشریح کی روشنی میں اللہ تعالیٰ جو بھی مخلوقات جاندار اور بے جان پیدا کیا ہے ان کو صرف ان کی غذاء ہی نہیں بلکہ مختلف سامانِ زندگی نفع حاصل کرنے کے لئے اور راحت و آرام پہنچانے کے اسباب بھی پیدا کرنا ضروری ہے اس نے پیدا کیا، اسی کو سامانِ رزق کہتے ہیں، اس لئے کہ ہر مخلوق اپنی زندگی کی بقاء کے لئے سامانِ رزق کی محتاج بھی ہے، ان کے بغیر وہ نہ نفع' راحت و آرام حاصل کر سکتی ہے اور نہ دوسروں کو نفع و راحت پہنچا سکتی ہے، وہ سامانِ رزق اسباب کی شکل میں ہر مخلوق کو عطا کرتا ہے، دنیا کے تمام کاروبار اسی سامانِ رزق کی وجہ سے دن رات چلتے ہیں۔

☆ انسان کو مختلف چیزوں سے وہ سامانِ رزق عطا کرتا ہے اور دوسرے جانداروں کو بھی انسانوں سے محنت کروا کر ان کو سامانِ رزق عطا کرتا ہے، اور وہ انسانوں کی مدد سے اپنی زندگی کا رزق حاصل کرتے رہتے ہیں۔

☆ مثلاً اللہ نے جاندار مخلوقات کے لئے بحیثیت رب ہونے کے زمین بنائی، پھر اس زمین پر سمندر رکھے، اور سمندروں میں شانِ ربوبیت سے پانی رکھا، پانی کو سڑھنے سے بچانے کے لئے کھارا نمک کا رزق رکھا، جانداروں کے لئے سانس لینے کا انتظام ہوا کی آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ سے کیا، پھر زمین پر پانی برسا کر رب ہونے کے ناتے زمین سے نباتات پیدا کیئے، پھر زمین سے نفع حاصل کرنے کے لئے انسان کو زراعت کرنے کی توفیق دی، پھر زمین پر کھیت اور باغات اُگا کر ان سے غلہ' اناج' ترکاریاں' پھل پھلاری' پھول' پتّے، لکڑی' سایہ' جڑی بوٹیاں' اِن جیسا رزق عطا کرتا ہے، پھر درختوں کو

جانداروں کے جسم سے نکلنے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو پاک کر کے آکسیجن جیسا رزق عطا کرتا ہے، اور جانداروں کو کاربن ڈائی آکسائیڈ عطا کرتا ہے، رب ہونے کے ناتے پانی سے بخارات' برف' ابر' بارش جیسا رزق عطا کرتا ہے، اور ہوا کی آکسیجن اور ہائیڈروجن سے پانی جیسا رزق بناتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ رب ہونے کے ناتے جانداروں میں نر و مادہ، مرد و عورت بنائے، پھر ان سے نسل کو بڑھانے کے لئے اولاد جیسا رزق عطا کیا ہے، اولاد میں بھی کسی کو لڑکے اور کسی کو لڑکیاں عطا کرتا ہے، اور کسی کو اولاد سے محروم رکھتا ہے، یعنی کسی کو کم اور کسی کو زیادہ رزق عطا کرتا ہے، جانداروں کے جسم کو باقی رکھنے کے لئے غذاؤں سے خون جیسا رزق عطا کرتا ہے، پھر اس خون کے ذریعہ آنکھوں میں دیکھنے کی قوت' کانوں کے پردوں کو سننے کی قوت' زبان میں بات کرنے اور مزہ معلوم کرنے کی قوت' ہاتھوں میں پکڑنے اور چھونے کی قوت' پیروں میں چلنے اور دوڑنے کی قوت' دل کو حرکت کی قوت' جیسا رزق دیتا ہے، انسان کو دماغ سے سوچنے سمجھنے اور یادداشت کے خلیات سے رزق عطا کرتا ہے، چنانچہ انسان میں عقل و فہم کی قوت کم زیادہ دیتا ہے، بچپن میں انسان کی عقل و فہم کم رکھتا ہے، دیکھنے' سننے اور بات کرنے کی قوت کم رکھتا ہے، پھر جوانی میں یہ رزق بڑھا دیا جاتا ہے، بوڑھاپے میں کم کر دیا جاتا ہے، گویا اللہ کسی کو بے حساب رزق دیتا ہے، کسی کو ناپا تُلا رزق دیتا ہے۔

☆ جانوروں کو عقل و فہم کم دیتا ہے، ان سے کم نباتات کو دیتا ہے، اللہ تعالیٰ رب ہونے کے ناتے جانور پیدا فرمائے، پھر ان جانوروں سے سواری کرنے، سامان کی حمّالی، اور ان کے گوشت' چمڑے' ہڈّی' دودھ' انڈے وغیرہ جیسا رزق عطا کرتا ہے، ان کے فضلہ کو زمین کا رزق بنایا، کسی جانور کو سب سے زیادہ طاقت کا رزق دیا، کسی کو طاقتور آواز دی، اور کسی کو خوبصورت آواز اور کسی کو شکل و صورت اور بہترین رنگت کا رزق عطا فرمایا۔

☆ ہواؤں سے مختلف قسم کا نفع حاصل کرنے والا رزق عطا کرتا ہے، ٹیلیفون' ٹی وی' انٹرنیٹ' جانداروں کی گفتگو ایک دوسرے تک پہنچانے کا رزق عطا کیا، جب موت کا وقت

آتا ہے تو یہ رزق آکسیجن اور مادّی رزق جانداروں کے جسم میں جانے سے روک دیتا ہے۔

☆ پانی سے جاندار مختلف طریقوں سے نفع بخش رزق حاصل کرتے ہیں، پانی سے نفع نہ ملے تو وہ اپنی زندگی باقی نہیں رکھ سکتے، جسے ہر انسان آسانی سے جانتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ رب ہونے کے ناتے ہدایت کی علم رکھا ہے، چنانچہ ہر مخلوق کی حفاظت و بقاء کے لئے جاندار اور بے جان دونوں کو علمِ وحی' الہام' القاء اور فطرت میں ہدایت والا علم عطا کر کے ان کی ذمہ داری ادا کرنے کا سامانِ رزق دیتا ہے، ایسے ہدایت والے علم سے وہ گھونسلہ بناتے ہیں، بچوں کی حفاظت کرتے ہیں، ان سے محبت کرتے ہیں، ان کی غذاء کا انتظام کرتے ہیں، دشمن سے حفاظت کرتے ہیں، اور اپنی اپنی دیگر مختلف ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں، یہ سب ان کا سامانِ رزق ہے۔

☆ ہر پانی میں غوطہ لگانے والے پرندے کی دُم پر ایک عضو رکھا ہے جس سے چکنا مادّہ موم کی طرح نکلتا ہے، پرندہ وہ مادّہ اپنی چونچ میں لے کر پورے پروں پر ملتا ہے، جس سے وہ پانی میں ڈوبنے کے باوجود بھیگتا نہیں ہے۔

☆ بعض کیڑے ایسے ہیں جو اپنے شکار کی گردن پر حملہ کر کے ان پر اتنا ہی زہر چھوڑتے ہیں، جس سے وہ مرتے نہیں، بیہوش ہو جاتے ہیں، پھر ان کو اوندھا کر کے ان کے پیروں کے بیچ میں ان پر انڈے دیتے ہیں، پانچ سات دن بعد جب بچے نکلتے ہیں تو وہ بچے اس کیڑے کے جسم کو کھا کر پلتے ہیں۔

☆ کویل اپنے انڈے خود نہیں سینکتی، بلکہ کوّے کے گھونسلوں سے انڈے پھینک کر وہاں اپنے انڈے دیتی ہے، کوّے اس کے بچوں کو پالتے ہیں۔

☆ چیونٹیوں کے اندر کئی گروپ ہوتے ہیں، ہر گروپ اپنی اپنی الگ ذمہ داریاں ادا کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ دانہ لا کر اس کو درمیان سے پھوڑ کر دو ٹکڑے کر کے محفوظ رکھتے ہیں؛ تاکہ بارش میں وہ دانے اُگنے نہ پائیں۔

☆ دنیا میں سب سے بہترین سائنٹیفک انداز کا گھر' مکڑی بناتی ہے، اور اس میں

اپنے شکار کو قید بھی کر کے رکھتی ہے، اس کی کمزوری کی وجہ سے اللہ نے اُسے چھت سے زمین پر اُترنے کی ہدایت کا رزق لعاب (تھوک) کے ذریعہ دیا ہے، جبکہ انسان عقل رکھ کر لفٹ سے اوپر نیچے جاتا ہے۔

☆ اسی طرح شہد کی مکھی کو اللہ نے ایسی ہدایت کا رزق دیا ہے کہ وہ اپنا چھتّا کئی منزلہ بناتی ہے، اور اس کے ہر سوراخ کی گولائی بالکل برابر برابر ہوتی ہے، جس میں رتی برابر فرق نہیں ہوتا، پھر سوراخ میں کسی قدر گڑھا رکھتی ہے جس سے شہد باہر نہیں نکلتا، چنانچہ اللہ شہد کی مکھی کے ذریعہ انسانوں کو طاقت وقوت والا‘ مزیدار اور بیماری سے شفاء دینے والا شہد رزق کی شکل میں دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ شہد کی مکھیوں سے درختوں کے نر اور مادہ انڈے اور دوسرے کیڑوں سے پرندوں سے درختوں پر منتقل کرتا ہے، جسے ہم پالینیشن کہتے ہیں، اگر شہد کی مکھیوں کو یا پرندوں کو ماردیا جائے تو انسان کو درختوں سے رزق نہیں مل سکتا، اس لئے کہ نر اور مادہ کے انڈے درختوں پر منتقل نہیں ہونے پاتے۔

چین میں کسی زمانے میں پیداوار کا 20% حصہ پرندے کھالینے کی وجہ سے غذاء میں تنگی محسوس کر کے پرندوں کو مارا گیا، جس کی وجہ سے دوتین سال کے عرصہ میں ۲۰۔تا۔۳۰/لاکھ انسانوں کی موت ہوگئی، اس لئے کہ درختوں سے غلہ ملنا ختم ہوگیا اور جو غلہ تیار ہو رہا تھا وہ ٹڈّیوں نے چٹ کرلیا، پرندے ٹڈیوں کو کھاتے ہیں جس سے غذاء محفوظ رہتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے دھان پر کانٹے پیدا کئے؛ تاکہ کیڑے اس دھان کو نہ کھاسکیں، اللہ تعالیٰ پرندے کے انڈوں سے بچے باہر نکلنے سے پہلے انڈے کے اندر ہی بچہ کی چونچ پر ایک نوک پیدا کرتا ہے جس سے بچہ انڈے کو پھوڑ کر باہر آتا ہے، پھر وہ نوک باہر آنے کے بعد چونچ میں مل جاتی ہے، یہ سب رب کی رزّاقیت کے انتظامات ہیں، جس سے ہر مخلوق کو زندگی میں سہولت‘ آسانی اور مدد ملتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے دیمک پیدا کی، پھر انہیں اندھا رکھا، دیمک میں یہ ہدایت رکھی کہ وہ نم زمین کے قریب اپنی گھر بنائے، اس لئے کہ وہ زیادہ گرمی برداشت نہیں کرسکتی، مرجاتی

ہے، انسان بھی دیمک کے گھر کے قریب پانی کے موجود ہونے کو پہچان کر کنواں کھودتا ہے، دیمک کو اللہ نے ایسی ہدایت دی ہے کہ وہ آنکھیں نہ ہونے کے باوجود ایسا گھر بناتی ہے جس میں ہوا، روشنی، راستے اور ٹھنڈک سب کچھ ہوتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے رب ہونے کے ناتے لوہا پیدا کیا، پھر انسان کو لوہے سے مختلف چیزیں بنا کر فائدہ اٹھانے کے قابل بنایا، ہر جاندار کے جسم میں بھی لوہا مائع کی شکل میں رکھا، مختلف غلہ، اناج، ترکاریوں اور پھلوں میں بھی لوہا رکھا اور لوہے کو جانداروں کی زندگی کا سہارا بنایا۔

☆ چاند کی روشنی کو ٹھنڈی کر کے رات کو جانداروں کی راحت کا ذریعہ بنایا، اور اس کی گردش سے سمندروں میں مدّ وجزر پیدا فرماتا ہے، جس سے پانی حرکت کرتا رہتا ہے اور چاند کی روشنی اور ٹھنڈک سے پھلوں میں رنگ، مٹھاس پیدا فرما کر مزیدار رزق عطا کرتا ہے۔

☆ جس طرح اللہ دوسری مخلوقات کو فطری اور الہامی ہدایت کا علم عطا کرتا ہے، اسی طرح رب ہونے کے ناتے علمِ وحی پیغمبر پر نازل کر کے انسانوں کی ہدایت کا رزق عطا کیا ہے، اسی ہدایت والے رزق سے انسان صحیح عقیدہ، صحیح عبادات، صحیح اخلاق، صحیح معاملات اور صحیح معاشرت کا طور طریقہ اختیار کر کے اعمالِ صالحہ کے رزق سے آراستہ ہوتا ہے، یہ رزق ہر انسان ایمان قبول کر کے اپنی اپنی صلاحیت واستطاعت کے مطابق حاصل کر لیتا ہے، یہ رزق بھی کسی کو کم اور کسی کو زیادہ عطا کرتا ہے، وحی الٰہی کے ذریعہ سب سے بڑی ایمان کی دولت کا رزق حاصل کرتا ہے، اور متقی و پرہیز گار بنتا ہے۔

انسان کو دنیوی علم کے ذریعہ ہر چیز کی سائنس کا علم عطا کر کے ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کے قابل بنا رہا ہے، سائنس کا علم بھی رزق ہے، جس کی وجہ سے انسان ہر دن نئے نئے سامانِ زندگی بنا کر نفع حاصل کر رہا ہے، اس رزق سے زندگی میں سہولت حاصل ہوتی ہے۔

انسان چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم دنیا کی زندگی ختم ہونے تک ان تمام رزق کے راستوں سے رزق حاصل کرتا ہے اور اپنی زندگی میں نفع حاصل کرتا ہے۔

غرض زمین پر ہر قسم کا پراڈکٹ (سامانِ رزق) ہے، سورج رزق نہیں؛ بلکہ اس سے

نکلنے والا موادرزق ہے، پانی رزق نہیں؛ بلکہ پانی سے ملنے والا موادرزق ہے، ہوا سے ملنے والا پراڈکٹ رزق ہے، جانوروں سے ملنے والا پراڈکٹ رزق ہے، درختوں سے ملنے والا پراڈکٹ رزق ہے، وحی کے علم سے ہدایت کا ملنا رزق ہے، نوکری، ہنر اور تجارت سے مال و دولت کا ملنا رزق ہے، کائنات کی مخلوقات سے مختلف سامانِ زندگی کا ملنا رزق ہے۔

سوال: انسان کو رزق میں کشادگی کن کن اعمال کے کرنے سے ملتی ہے؟

جواب: ☆ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے سے رزق کریم ملتا ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کرنے سے آسمان سے رزق برستا ہے۔

☆ نماز کی پابندی کرنے سے رزق میں برکت وکشادگی ہوتی ہے۔

☆ توبہ واستغفار کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ اعمالِ صالحہ اور تقویٰ اختیار کرنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

☆ حج وعمرہ کرنے سے رزق کریم ملتا ہے۔

☆ کمزور، مفلس اور معذور کی مدد کرنے سے ان کے توسط سے رزق ملتا ہے۔

☆ آپس میں حسن سلوک اور رشتہ داروں سے تعلقات نہ توڑ کر صلہ رحمی کرنے سے رزق ملتا ہے اور اس میں برکت ہوتی ہے۔

☆ سورۂ واقعہ کی ہر روز بعد مغرب تلاوت کرنے سے فقر و فاقہ نہیں ہوتا، اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔

☆ دعاؤں کا اہتمام کرنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

سوال: رزق میں تنگی اور کمی کب پیدا ہوتی ہے؟

جواب: نماز ادا نہ کرنے سے، گناہوں سے توبہ نہ کرنے سے، گناہوں پر جمے رہنے سے، ان کی نحوست سے بے عزتی، پریشانی، مصیبت اور ذلت والی زندگی ملتی ہے، بے سکونی کی زندگی میں مبتلا رہتے ہیں، زنا کرنے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے بارش روک دی جاتی ہے، جھوٹ بول کر تجارت کرنے، چوری کرنے یا حرام مال کھانے سے زندگی میں برکت ختم

ہوجاتی ہے،شرکیہ عقائدواعمال کرنے سے بے عزتی وذلت میں مبتلا رہتے ہیں۔

سوال: رزقِ حرام اوررزقِ حلال کے انسان پر کیا اثرات پڑتے ہیں؟

جواب: حرام رزق استعمال کرنے سے دعاؤں میں اثر ختم ہوجاتا ہے، وحی الٰہی حلق سے نیچے نہیں اترتی، وعظ ونصیحت کا اثر لوگوں کے دلوں میں نہیں اُترتا، ایسا انسان گناہوں پر نڈر بن جاتا ہے، گناہوں میں لذت محسوس کرتا ہے،نیکیوں سے گھبراتا ہے، ایسے انسان کی اولاد میں بھی حرام کمائی اور حرام رزق کے اثرات منتقل ہوتے ہیں، یہ اثرات نطفہ سے بھی منتقل ہوتے ہیں، ایسے انسانوں کی خیرخیرات اورعبادات قبول نہیں ہوتیں، وہ مالِ حرام کوشراب' زنا' فضول خرچی اوردین کی مخالفت میں استعمال کرتے ہیں۔

جولوگ حلال رزق کھاتے ہیں ان کی دعائیں' ان کی عبادات اوراعمالِ صالحہ قبول ہوتے ہیں، ان کی وعظ ونصیحت کا اثر لوگوں کے دلوں میں اترتا ہے، ان کو گناہوں سے گھبراہٹ اورنیکیوں سے محبت ہوتی ہے،اوروہ نیک کام کرکے اللہ کا شکرادا کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں،ان کی اولاد میں بھی حلال رزق کے اثرات منتقل ہوتے ہیں۔

سوال: رزق میں اللہ کی رحمت وبرکت کیسے محسوس کریں؟

جواب: رزق میں اللہ کی رحمت وبرکت سے' کم سے کم آمدنی میں' کم خرچ میں زیادہ ضروریات پوری ہوجاتی ہیں، کم محنت میں ضرورت مکمل ہوجاتی ہے، بیماری میں معمولی دوااستعمال کرنے سے بیماری جلد دورہوجاتی ہے،انسان کورزق وہاں سے ملتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ تھا۔

برکت کی آسان مثال یہ ہے کہ ہرروز دنیا میں ہزاروں جانور گائے' بھینس' بیل' اونٹ' بکری اورمرغیاں ذبح ہوتی ہیں' مگر دیہاتوں میں ان کے ریوڑ کے ریوڑ نظر آتے ہیں، پولٹری فارم کی مرغیاں ہوٹلوں میں اوردعوتوں میں کثرت سے کٹتی ہیں' کبھی قلت نہیں ہوتی، انڈے ہرروز کھائے جاتے ہیں' مگر کبھی کم نظرنہیں آتے، دودھ بھی انسان خوب استعمال کرتا ہے،مگر کبھی کمی نہیں ہوتی، پانی ہرروز لاکھوں گیالن استعمال ہوتا ہے، آبادی

بڑھنے کے باوجود سب کو برابر ملتا رہتا ہے، مچھلیاں کبھی کم نظر نہیں آئیں، درختوں کے پھل ہر روز انسان اور پرندے کثیر تعداد میں کھاتے رہتے ہیں، مگر ان کے موسموں میں افراط کے ساتھ ملتے ہی رہتے ہیں۔

ان کے برعکس کتاب' بلی' سوّر کو ایک ہی وقت میں ایک دو سے زیادہ بچے ہوتے ہیں اور وہ ہر روز ذبح نہیں ہوتے، انگریز ان کے فارم ہاؤس بنا کر پالنے کی محنت کرتے ہیں، قدرتی طور پر زیادہ بچے سانپ اور سوّر دیتے ہیں، مگر ان کے ریوڑ نظر نہیں آتے۔

جب انسان بداعمالیاں کرتا ہے اور زمین میں فساد برپا کرتا ہے تو اللہ عذاب کے طور پر برسات روک کر ان تمام چیزوں میں کمی کر دیتا ہے، مرغیاں برڈ فلو سے، بکرے گائے' بیل' بھینس اور اونٹ بیماریوں سے مر جاتے ہیں، پیداوار کو کیڑے کھا جاتے ہیں، پھلوں میں کیڑا پیدا ہو جاتا ہے، سونامی کے ذریعہ شہر کے شہر تباہ ہو جاتے ہیں، یا پھر مختلف قسم کے عذابات آتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ بغیر ظاہری اسباب کے رزق کیسے دیتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وہ اسباب کے ذریعہ بھی اور بغیر اسباب کے بھی رزق دیتا ہے، سرد علاقوں میں برف کی زیادتی کی وجہ سے پہاڑوں پر برف جمی رہتی ہے، وہاں جو ریچھ ہوتے ہیں ان کو شکار نہیں ملتا، غذاء نہیں ملتی، وہ ریچھ اپنے اپنے گوی میں بغیر غذاء کھائے پڑے رہتے ہیں، اور اللہ ان کے جسم کی چربی گلا کر رزق عطا کرتا ہے۔

مینڈک بھی برسات کے موسم سے ہٹ کر گیلی زمین کے سوراخوں میں بغیر غذاء کے جسم کی چربی گلا کر رزق حاصل کر لیتا ہے۔

سانپ کے جسم کی جلد اترنے تک کچلی کے بدلنے تک بھوکا رہتا ہے، اندر کی چربی سے رزق حاصل کر کے بھوک مٹاتا ہے۔

جانداروں کے بچے ماں کے پیٹ میں ہوتے ہیں، یا انڈوں میں ہوتے ہیں، ان کو انڈوں میں اللہ اسبابِ زندگی ہوا' پانی' غذاء کے بغیر ۲۱ر دن تک انڈوں میں زندہ رکھتا

ہے، جانداروں کے جو بچے ماں کے پیٹ کے رحم میں ہوتے ہیں وہ بغیر نوکری' تجارت و ہنر یا چارہ تلاش کئے بغیر ماں کی سانس سے زندہ رہتے ہیں، رحم میں پانی بھرا ہوا ہوتا ہے، مگر وہ زندہ رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ یا انڈوں میں ان کے اعضاء بغیر مشین کے اپنی صفت تخلیق سے بناتا ہے، جو انڈا جس پرندے کا ہوتا ہے اس کی شکل صورت اور صفات ویسی ہی اس کے اندر فطری طور پر رکھ کر دنیا میں پیدا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو سینا کی وادی میں منّ وسلویٰ کا رزق بغیر محنت و تجارت اور بغیر مال کے عطا کیا تھا، ان پر میدان میں ابر کا سایہ کر دیا تھا، ان کے جسم پر کپڑے خود بخود بڑھتے گئے چٹان سے بغیر کنویں اور تالاب کے بارے چشمے نکالے، ۴۰ ربرس تک رزق عطا کیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں بغیر رزق کے زندہ رکھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھے کنویں میں بغیر رزق کے بحفاظت زندہ رکھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کو موت کا خواب دِکھا کر اسی کے محل میں کی۔

اصحابِ کہف کو ۳۰۰ رسال سے زیادہ بغیر رزق کے غار میں زندہ رکھا۔

سورۂ بقرہ، آیت: ۲۵۹ میں ہے کہ ایک بزرگ دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں سوچنے لگے، تو ان کو اور ان کے گدھے کو ایک سال موت دے کر پھر دوبارہ زندہ کیا اور ان کے توشہ کو تازہ رکھا۔ پرندے گھونسلوں سے صبح بھوکے نکلتے ہیں مگر شام کو پیٹ بھر کھا کر بچوں کے لئے بھی غذاء لے کر لوٹتے ہیں، بھوکے نہیں سوتے۔

اللہ تعالیٰ تمام جانداروں کے بچوں کو ماں کے رحم میں اور انڈوں میں بغیر نوکری' بغیر تجارت' بغیر جائیداد اور بغیر کسی مشین اور آلے کے ان کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے، اور دنیا میں آنے کے بعد جانوروں کو بغیر تجارت اور نوکری کے ان کی تمام ضرورتوں کو پوری فرماتا ہے، وہ انسان کی طرح اپنا سامانِ زندگی اٹھائے ہوئے نہیں پھرتے، اللہ ان کو بھوکا اٹھاتا ہے مگر بھوکا سلاتا نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْکَبِیْرُ (اللہ بڑا ہے)

وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ o (الحج: ٦٢)

اللہ ہی وہ ہے جس کی شان بھی اونچی ہے اور رتبہ بھی بڑا ہے۔

اس کی شان وجلال کے سامنے بڑے سے بڑا بھی حقیر ہے۔(بیہقی)

اللہ تعالیٰ دنیا میں بہت ساری بڑی چھوٹی مخلوقات کو پیدا فرمایا اور دنیا کا نظام چلانے کے لئے ان میں بہت ساری طاقتیں رکھا ہے، کسی میں کم اور کسی میں زیادہ، کسی کی جسامت بڑی رکھی، کسی کا رقبہ اور جگہ بڑی رکھی، کسی کو ظاہری طور پر جسم نہ دے کر بہت زیادہ طاقت دے رکھی ہے، انسان کو وہ علم عطا کیا ہے جس سے بم بنا کر کئی سو انسانوں کو ایک بم سے ہلاک کرسکتا ہے، بجلی بناتا ہے جس سے ہزاروں چیزیں ایک ہی لمحہ میں جل کر راکھ بن جاتی ہیں، زہر میں یہ طاقت رکھی کہ انسان کھالے تو فوراً مر جاتا ہے۔

انسان اور جنات کو ان تمام مخلوقات کے درمیان رکھ کر دنیا کو امتحان گاہ بنا کر کائنات کی مخلوقات سے بظاہر نفع ونقصان رکھا ہے، مگر ساری مخلوقات میں جو طاقتیں رکھی ہیں، وہ ان کی اپنی ذاتی قوت وطاقت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔

مثلاً زمین کو گرما میں مردہ بنا کر اس کی قوت ختم کردیتا ہے، آگ کو پانی سے بجھا کر مردہ بنا دیتا ہے، سورج کو طلوع اور غرب کر کے طاقتور اور کمزور کردیتا ہے، گرمی، سردی میں اس کی روشنی کی شدت کم زیادہ کر کے ظاہر کرتا ہے، پانی کو بھانپ بنا کر ہلکا اور بے وزن کردیتا ہے، اسی طرح جانداروں کو پیدائش میں کمزور رکھ کر جوانی میں طاقتور بنا کر بوڑھاپے میں ضعیف اور کمزور کردیتا ہے، انسان کو بچپن میں علم سے محروم رکھ کر شعور کے بعد علم عطا کرتا ہے، پھر بوڑھاپے میں بھلا دیتا ہے، کسی انسان کو زمین پر حکومت عطا

کر کے پھر معزول کر دیتا ہے، دولت مند کو فقیر اور فقیر کو دولت مند بنا دیتا ہے، سائنس دان سے مختلف ہتھیار بنا کر بنانے والے ہی کے لئے نقصاندہ بنا دیتا ہے، انسان کو حسن و خوبصورتی دے کر بوڑھاپے میں بدصورت بنا دیتا ہے۔

انسان جب ایمان سے دور رہتا ہے یا اللہ کی معرفت حاصل نہیں کرتا تو اس کی بہت بڑی کمزوری اور گمراہی ہے کہ وہ اسباب کے درمیان رہتے ہوئے اسباب سے نفع و نقصان دیکھتے ہوئے اسباب کو بڑا اور طاقتور سمجھتا ہے، ان سے بننے بگڑنے کا عقیدہ پیدا کر کے ان چیزوں سے ڈرتا ہے، مدد مانگتا ہے، ان ہی کا ادب واحترام کرتا ہے، ان کو خوش رکھنے کے لئے ان پر چڑھاوے چڑھاتا ہے، ان کے نام کی بڑائی بیان کرتا ہے، ان ہی کی تعریف کے گیت گاتا ہے، ان ہی کی عبادت بھی کرتا ہے، اللہ پر نظر نہیں رکھتا، اللہ کو باپ دادا کی اندھی تقلید میں برائے نام بڑا مانتا ہے، جس چیز کو بڑا اور طاقتور سمجھتا ہے اسی سے نفع ونقصان کا عقیدہ بنالیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان نہ ہونے کی وجہ سے دنیا کی دوسری قوموں کی طرح اکثر مسلمان بھی خاندانی تقلیدی بے شعوری والا ایمان رکھتے ہیں، اور باپ دادا کی اندھی تقلید میں زبان سے تو اللہ کے بڑے ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لاؤڈ اسپیکر سے اذان میں اللہ کی بڑائی کا اعلان اللہ اکبر کے ذریعہ دن میں پانچ مرتبہ فضاؤں میں پہنچایا جاتا ہے، اور دنیا کے تمام انسانوں کے درمیان اللہ کے بڑے ہونے کا اعلان کرتے ہیں، مگر خود ان میں اللہ اکبر کا صحیح شعور وادراک نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کے بڑے ہونے کی حقیقت وہ اپنے سینوں میں داخل نہیں کرتے، نہ اپنے اعمال سے اللہ کے بڑے ہونے کو ظاہر کرتے ہیں، اللہ اکبر کے الفاظ صرف ان کی زبانوں ہی کی حد تک نظر آتے ہیں، حلق سے نیچے نہیں اُترتے، دل میں جگہ نہیں پاتے۔

دنیا کے اس امتحان گاہ میں انسانوں کو گمراہی سے بچانے اور اللہ پر صحیح طریقے سے مکمل ایمان لانے کی تعلیم دی گئی ہے، اور وحی نازل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ذریعہ یہ تعلیم دی کہ اسباب میں کوئی طاقت وقوت نہیں، وہ اللہ کی مرضی ومنشاء کے بغیر مخلوقات کو نہ نفع پہنچاتے ہیں اور نہ نقصان، وہ بڑے نہیں ہیں، اللہ ہی سب سے بڑا ہے، مخلوقات میں جو کچھ بھی بڑائی اور قوت نظر آ رہی ہے وہ اللہ کی عطا کردہ طاقت وقوت ہے، اللہ کے برابر کوئی چیز نہیں اور نہ اللہ سے بڑی کوئی چیز ہے، نہ اللہ جیسی طاقت وقوت والی کوئی چیز ہے، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اس کی مثل ومثال ہی نہیں، اللہ ہی بڑا ہے، اسی کی بڑائی ہر چیز پر قائم ہے، اس کی بڑائی میں کبھی کمی وزیادتی اور کمزوری ونقص پیدا نہیں ہوتا، وہ مخلوقات کی طرح پیدائش اور موت سے پاک ہے، وہ سبحان ہے، ہر قسم کے شرک' ہر قسم کی مجبوریوں' ہر قسم کے عیبوں' عروج وزوال اور تمام تغیرات سے پاک ہے، وہی **الکبیر** بڑا ہے۔

اللہ نے ایمان والوں کی تربیت اور ذہن سازی کے لئے جیسے ہی بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے کان میں اذان واقامت کے ذریعہ اللہ اکبر کے کلمات پہنچانے کا طریقہ رکھا؛ تاکہ انسان کی گھٹّی میں بچپن ہی سے اللہ کے بڑے ہونے کا یقین بیٹھ جائے، پھر شعور آتے ہی نماز کے شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریمہ اور ہر رکعت میں اللہ اکبر کا اقرار دن میں پانچ مرتبہ کرنے کا طریقہ، ہر نماز کے رکوع' سجدہ اور قعدے میں، اور عیدین کی نماز میں، عیدگاہ جاتے اور واپسی کے وقت، اور خطبات میں اللہ کے بڑے ہونے کا اقرار کروایا جاتا ہے۔

ہر مسلمان اذان کے ذریعہ اللہ اکبر کے الفاظ سنتا بھی رہتا ہے، گویا ان کلمات کے ذریعہ یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ اے انسانو! نہ تم بڑے ہو اور نہ دنیا کا کوئی حکمران بڑا ہے، اور نہ مخلوقات کی طاقت وقوت بڑی ہے، چاہے تم دنیا میں کسی بڑے سے بڑے عہدے' کرسی پر قابض رہو' یاد رکھو کہ سب سے بڑا اللہ ہے، تم سب چھوٹے اسی کے مجبور ومحتاج ہو، یہاں تک کہ گھر کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے بھی اللہ ہی کے بڑے ہونے کا اقرار کرتے ہوئے یہ تصور رکھو کہ چاہے تم کتنی ہی بلندی پر چلے جاؤ' چاند پر چلے جاؤ؛ تب بھی اللہ ہی اکبر ہے، جنگ اور مصیبت کے وقت بھی تکبیر اللہ اکبر کے ذریعہ ہمت وحوصلہ حاصل کرسکتے ہو۔

ان کلمات کی تکرار بار بار کروا کر انسانوں کو یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ زندگی کے تمام

کاموں میں اپنے اعمال سے بھی اللہ کی بڑائی کو ظاہر کرو، اگر انسان شعور کے ساتھ اللہ کو بڑا مان لے تو انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس کو بڑا مانتا ہے اسی کا ادب واحترام' فرمانبرداری اور تعظیم کرتا ہے، اسی کو نفع ونقصان دینے والا جان کر مدد ونصرت اسی سے مانگنے کا عقیدہ رکھتا ہے، مصیبتوں میں اسی سے رجوع ہوتا ہے، مگر جب انسان اللہ کو برائے نام بڑا مانتا ہے تو اللہ کی بڑائی میں زندگی نہیں گذارتا، مسجد میں تو اللہ اکبر کا اقرار کر کے مسجد سے باہر زندگی کے تمام کاروبار میں نفس کی اطاعت یا شیطان کی اطاعت میں زندگی گذارتا ہے، چنانچہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں مثلاً شادی بیاہ، کمانے' خرچ کرنے اور کپڑے پہننے' دوستی و دشمنی، وقت گذارنے، اس کی کمپنیوں' عدالتوں اور حکومتوں میں اللہ کی بڑائی کے خلاف چلتا ہے؛ بلکہ انسانی ضابطے اور طریقوں یا سوسائٹی کے رسوم ورواج پر یا نفس کا بندہ بن کر چلتا ہے، اس کے اندر اسباب کی بڑائی کا یقین ہوتا ہے اور وہ اسباب ہی سے نفع ونقصان کا تصور رکھتا ہے، انسان کو پیدا کر کے مختلف مخلوقات کی طاقتوں کے درمیان اس لئے نہیں رکھا گیا کہ وہ اللہ کی بڑائی کو بھول کر مخلوقات کی بڑائی میں زندگی گذارے، بلکہ اسباب کے درمیان رہ کر اللہ کو بڑا مان کر زندگی گذارے۔

اللہ کی بڑائی کو سمجھنے کے لئے اس کی ہر صفت پر غور وفکر کرنا ہوگا، انسان ایمان رکھ کر گمراہ اس لئے ہو رہا ہے کہ وہ اللہ کی صفات کی تعلیم سے اللہ کی پہچان حاصل نہیں کرتا، جس کی وجہ سے اس کو مخلوقات کی بڑائی نظر آتی ہے، اس کی بڑائی کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان باتوں پر غور وفکر کرے۔

بیشک جو بغیر اسباب کے کوئی چیز صرف لفظ کن کہہ کر وجود میں لاسکتا ہے' وہی اکبر کہلا سکتا ہے، جو بغیر ماں باپ کے پھلوں' غلوں وغیرہ میں کیڑوں کو پیدا کرسکتا ہے' وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو بغیر ماں باپ کے مچھلی' مینڈک' مچھر' مگرمچھ' تا نبیل کے بچوں کو پال سکتا ہے وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو بغیر ہوا' پانی اور غذاء کے فرشتوں کو زندہ رکھ سکتا ہے وہی اکبر ہوسکتا ہے، اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین سے زندہ اٹھا کر آسمانوں میں زندہ رکھا،

اس لئے وہی اکبر ہے، جو لاکھوں میل اوپر سے روشنی اور فرشتوں کو زمین پر لاسکتا ہے، اور آواز کو سیکنڈوں میں دنیا کے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچا سکتا ہے وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو مخلوقات کی پکار اور حرکت کو عرش پر سے فرش پر دیکھ سکتا ہے، زمین کے اندر اور دلوں کے حال کو جان سکتا ہے، وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو رروشنی کو کانچ میں سے اور پانی کو زمین میں بغیر شکل تبدیل کئے گذار سکتا ہے وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو پانی کو حضرت موسیٰؑ کے لئے راستہ بنا سکتا ہے اور عصاء کو سانپ بنا سکتا ہے، اور اژدہے کے انڈوں میں سفیدی اور زردی کو اژدہے کے بچے بنا سکتا ہے‘ وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو مردہ زمین کو بار بار زندہ کرکے حیات دے سکتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزے میں مردے کو زندہ کرسکتا ہے، اور گنجے کو بال اور کوڑھی کو صحتمند کرسکتا ہے‘ وہی اکبر ہوسکتا ہے۔

جو جانداروں کو اور بے جان کو بغیر مدرسہ‘ استاذ‘ کتاب کے الہام اور القاء سے اور فطرت سے ہدایت دے سکتا ہے وہی اکبر ہوسکتا ہے، بیشک اس جیسی قدرت کسی دوسرے میں نہیں، جو ہواؤں کو بغیر مشین کے ہلکی‘ تیز اور طوفانی بنا سکتا ہے، وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو زمین کے جس حصے کو زلزلے سے ہلا سکتا ہے اور سمندر کی موجوں کو طوفانی بنا کر زمین پر سونامی لاسکتا ہے‘ وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو سورج اور چاند کو عین چمکتے وقت‘ گہن لگا کر بے نور کرسکتا ہے‘ وہی اکبر ہوسکتا ہے، جس کے حکم سے بنی اسرائیل پر پہاڑ معلق ہوجائے، جو زندہ کو مردہ سے، درخت اور جانوروں سے بیج اور انڈے نکالے اور مردہ‘ بیج اور بے جان انڈوں سے پودے اور جاندار نکالے، اندھیرے سے اُجالا نکالے، اُجالے سے اندھیرا لائے‘ وہی اکبر ہوسکتا ہے، جو اپنی تخلیق سے جانداروں کے اعضاء میں گفتگو کرنے‘ سننے‘ دیکھنے‘ سوچنے‘ حرکت کرنے کی قوت دے سکتا ہے اور پیدا کرسکتا ہے، وہی اکبر ہوسکتا ہے۔

جس کی حکومت اور ملکیت زمین پر‘ سمندروں پر‘ آسمانوں پر‘ انسانوں پر‘ جنات پر‘ حیوانات پر‘ نباتات پر‘ جمادات‘ پہاڑوں پر‘ ریگستانوں پر‘ ستاروں پر‘ سیاروں پر‘ بادلوں پر ہو اور وہی اکیلا حاکم وشہنشاہ اور مالکِ کائنات ہو‘ وہی اکبر ہوسکتا ہے، اس جیسی حکومت

اقتدار اور ملکیت والا کوئی دوسرا نہیں، جس کی حکومت اقتدار اور ملکیت کو چھیننے والا کوئی نہیں' وہی اکبر ہوسکتا ہے، وہ نہ صرف حاکم کائنات ہے؛ بلکہ مالک کائنات ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کی اطاعت وعبادت' بندگی وعبدیت' تسبیح' بڑائی اور پاکی بیان کرتی اور ظاہر کرتی ہؤ وہی اکبر ہوسکتا ہے، دنیا میں کوئی انسان کسی چیز پر حکومت رکھتا یا مالک بنتا ہے تو موت کے ساتھ ہی اس چیز کی ملکیت اور حکومت سے وہ محروم ہوجاتا ہے، مگر اللہ ہمیشہ سے مالک تھا' مالک ہے اور مالک ہی رہے گا، اس لئے وہی اکبر ہے اور رہے گا۔

وہی اکیلا کائنات کے ذرہ ذرہ پر مکمل قدرت رکھتا اور قادر ہے، وہ اگر چاہے تو جاندار کی ناک' پھیپھڑے ہوا ہونے' آکسیجن ہونے کے باوجود ہوا کو اندر جانے سے روک دے، وہ جب چاہے جانداروں کے دل کی حرکت' دورانِ خون روک دے اور ہارٹ اٹیک لاکر موت دے دے، وہ اکیلا ایسی قدرت والا ہے کہ انسانوں اور جنات کو موت دے کر پھر ان کو جسم اور روح کے ساتھ زندہ کرکے حساب لے اور اکیلا جزا یا سزا دےٗ وہی اکبر ہوسکتا ہے۔

اس کے علم کا حال یہ ہے کہ وہ ہر مخلوق کی ابتداء اور انتہاء کا مکمل علم رکھتا ہے، اس کے لئے ماضی' حال اور مستقبل کی کوئی اہمیت نہیں، اس لئے وہ علیم ہونے کے ناتے اکبر ہے، کسی میں ساری مخلوقات کا ماضی' حال و مستقبل کا علم رکھنے کی صلاحیت ہی نہیں، وہ ہر ایک کی ابتداء سے انتہاء کا علم رکھنے کے لئے کسی کا محتاج نہیں، اس لئے وہ اکبر ہے، کسی میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کی ہر ضرورت پورا کرسکے' سوائے اللہ رب العزت کے، اس لئے وہ اکیلا رب کائنات ہے، وہی اکبر ہوگا، کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ساری مخلوقات کی ضرورتوں کو پورا کرکے پرورش کرسکے۔

وہی اکیلا ساری مخلوقات کو ان کی زندگیوں کا سامان دے سکتا ہے، اس جیسا رزاق کوئی دوسرا نہیں، اس لئے وہ اکبر ہے، کسی میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ ہر ایک کے رزق کا انتظام اس کے مقام اور ماحول میں کرسکے۔

اس نے انسانوں اور جنات کی تخلیق میں صورتیں' شکلیں' عادات' صفات' عقل و فہم' رنگ' آواز' سب کچھ الگ الگ بنا دی، جس کی وجہ سے انسانوں میں خاندان' قبیلہ کی پہچان ہوگی، اس لئے وہی اکیلا مصور ہے، اس جیسا مصور کوئی دوسرا نہیں، اس لئے وہی اکبر ہوگا، انسان کو چاہیئے کہ وہ جب اللہ اکبر کے کلمات کو زبان سے ادا کرے تو اللہ کی اس قدرت کو ذہن میں رکھ کر اللہ کی بڑائی کا اقرار کرے۔

آسمان اپنی اونچائی و پھیلاؤ کے لحاظ سے بڑا نہیں، زمین اپنی وسعت کے لحاظ سے بڑی نہیں، ہوائیں اپنی رفتار اور طوفانی بننے سے بڑی نہیں، سورج اپنی گرمی اور شدت کے لحاظ سے بڑا نہیں، پہاڑ اپنی مضبوطی اور وزن کے لحاظ سے بڑے نہیں، سمندر اپنی گہرائی اور رعب کی وجہ سے بڑے نہیں، انسان اپنی سائنسی ترقی کے لحاظ سے بڑا نہیں، فرشتے اپنی طاقت کے لحاظ سے بڑے نہیں، انسان اپنے علم کے لحاظ سے بڑا نہیں، ہر چیز اللہ کی بڑائی کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی، عرش و کرسی ساری کائنات کو گھیرے ہوئے ہیں، پھر بھی وہ بڑے نہیں، ساتوں زمین و آسمان قیامت کے دن اللہ کے ایک ہاتھ کی ہتھیلی میں تل کے دانے کی طرح لپٹے ہوئے ہوں گے، اس لئے وہی اکبر ہے، یہ بات انسان کو سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ وہ مخلوقات کی طرح جسم سے پاک ہے۔

کوئی اس کے فیصلے کو روک نہیں سکتا، نہ اس کی سزا سے بچا سکتا ہے، ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں گرتا، بارش کا ایک قطرہ بھی اس کے حکم کے بغیر زمین پر نہیں آ سکتا، نہ آسمان پر جا سکتا ہے، ساری کائنات کی مخلوقات اللہ کی بڑائی میں اللہ کے احکام پر عمل کرتی ہیں، ساری کائنات کا نظام اللہ کے احکام پر چلتا ہے، اتنی بڑی کائنات کو سوائے اس کے کوئی نہیں سنبھال سکتا، اللہ نے انسان کو زمین پر امتحان کے لئے خلیفہ بنایا اور اختیار دیا کہ وہ اپنی مرضی اور چاہت سے اللہ کے احکام کو اپنے جسم' اعضاء اور زمین کے انتظامات کو اللہ کے قانون کو بحیثیت خلیفۂ زمین ہونے کے زمین پر نافذ کرے، اور انسان کے عقائد' عبادات' معاملات' معاشرت اور اخلاقیات میں اللہ کی بڑائی ظاہر ہو۔

مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد اللہ کی صحیح معرفت نہ رکھنے کی وجہ سے اللہ کی بڑائی کا اقرار صرف مسجد کی حد تک کرتی ہے اور زندگی کے تمام کاروبار' شادی بیاہ' کمانے' خرچ کرنے' کپڑے پہننے' معاملات' معاشرت' عقائد اور اخلاقیات میں اللہ کی بڑائی میں زندگی نہیں گذارتی، من چاہی زندگی گذارتی ہے۔

پوری دنیا میں دو بلین مسلمان میں ان میں سے صرف ۲۰ر فیصد پانچ وقت کی نماز ادا کرتے ہیں، باقی جمعہ کا بس اہتمام کر لیتے ہیں۔

چنانچہ کسی کو حکومت و اقتدار ملنے پر اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں، کوئی سائنس و ٹکنالوجی میں ترقی کر کے اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں، کوئی علم و دولت حاصل ہونے پر اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں، کسی انسان میں چمتکار یا غیر فطری کام دیکھ کر اس کو بڑا سمجھتے ہیں، جو لوگ اسباب کو بڑا سمجھتے ہیں وہ ذلیل ہو کر دنیا سے گئے، فرعون نے حکومت ملنے پر اپنے کو بڑا سمجھا، عاد و ثمود' قوت و طاقت اور ہنر ملنے پر اپنے کو بڑا سمجھا، شدّاد نے خیالی جنت بنا کر اپنے کو بڑا سمجھا، قارون نے دولت ملنے پر اپنے کو بڑا سمجھا، قومِ لوط نے اپنے نفس کی خواہش پر چلنے کو بڑا سمجھا، ابوجہل نے سرداری ملنے پر اپنے کو بڑا سمجھا، ابرہہ نے گورنری ملنے پر اپنے کو بڑا سمجھا، ابولہب نے خاندان کی سرداری کو بڑا سمجھا، دنیا سے ذلیل ہو کر چلے گئے، ان کے اسباب ان کو کچھ نفع نہ دے سکے۔

جو لوگ اسباب کو نہیں اللہ کو بڑا مانا وہ دنیا سے عزت دار طریقے پر دنیا سے کامیاب گئے، فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ نے بادشاہی زندگی اور رانی کے مقام کو لات مار کر ایمان لا کر اللہ کی بڑائی میں شہید ہو گئیں، حضرت سلمان فارسیؓ اپنے والد کی جائیداد کو چھوڑ کر فارس سے نکل کر غلامی میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اللہ کی بڑائی اختیار کی، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور بہت سے صحابہؓ اپنے خاندان' اہل و عیال اور دولت و دنیا کی عزت کو لات مار کر ایمان لا کر اللہ کی بڑائی میں زندگی گذاری، بھاری لباس شان کی زندگی کو لات ماری اور اللہ کے راستے میں شہید ہونا گوارا کیا، حضرت سمیہؓ اور حضرت یاسرؓ

نے غلامی میں اللہ پر ایمان لا کر سرداروں کی پرواہ نہ کر کے اللہ کی بڑائی میں شہید ہونا گوارا کیا، حضرت بلالؓ اور دوسرے صحابہؓ جو غلام تھے، سزا اور تکالیف برداشت کرنا گوارا کیا، مگر اللہ کی بڑائی کو چھوڑنے تیار نہیں ہوئے، حضرت صفیہؓ سردار کی بیٹی ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر ام المؤمنین بنیں اور باپ' چچا اور شوہر کے مقابلے دنیا میں عزت دار طریقے پر زندگی گذار کر کامیاب گئیں۔

انسان دراصل اسباب اختیار کر کے اپنی حیثیت اور مجبوری محتاجی کو بھول جاتا ہے اور غرور وتکبر اور دولت واقتدار کے نشہ میں اللہ کے بندوں پر اپنی بڑائی چلاتا ہے، اگر موت آجائے تو اپنے کو بچا نہیں سکتے، نیند نہ آئے تو نیند لا نہیں سکتے، بیمار ہوجائے، یا معمولی پھوڑا پھونسی ہوجائے تو تکلیف برداشت نہیں کر سکتے، بول و براز نہ آئے' جسم میں گیاس جم جائے تو نکال نہیں سکتے، ہارٹ اٹیک سے مر جاتے۔

دنیا کی مختصر اور تھوڑی سی طاقت وقوت والی زندگی مل جائے تو غرور وتکبر میں اللہ کی بڑائی کو بھول کر اپنی بڑائی میں زندگی گذارتے ہیں، ایک گلاس پانی پینے کے بعد پانی جسم سے نہ نکلے یا پانی نہ ملے تو مر جاتا ہے، یا دماغ کی ایک رگ سوج جائے تو پاگل ہوجاتا ہے، ایسا بے بس اور مجبور انسان اللہ کی زمین پر یا اپنے جسم پر یہ کہہ کر میرا جسم' میرا مال' میری طاقت اور میری مرضی کہہ کر زندگی گذارے تو یہ بیوقوفی اور جہالت و پاگل پن ہوگا۔

دنیا میں انسانوں کی کثیر تعداد اللہ کو صرف زبان سے بڑا مانتی ہے، مگر ان کے جسمانی اعضاء اور حکومتی نظام میں اللہ کی بڑائی میلوں نظر نہیں آتی، اسی وجہ سے شراب' زنا' چوری' لوٹ مار' قتل وغارت گری، بے ایمانی' ناانصافی' ناچ گانا' بجانا، باپ دادا کی اندھی تقلید' فضول خرچیاں' جاہلانہ رسم ورواج' وحی الٰہی کی جان بوجھ کر نافرمانی اور بغاوت، دوسرے کا ناحق مال کھانا، آپس میں جھوٹے مقدمے ڈالنا، جھوٹ بولنا، مکانوں، دُکانوں' زمینات پر ناجائز قبضہ کرنا ہے، زنا کے پرمٹ دینا، مرد مرد کے ساتھ قوم لوط کی طرح LGBT گروپ بنانا، بغیر نکاح کے بچے پیدا کرنا، اس کے علاوہ کلمہ پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو پیغمبر مان کر وحی کے خلاف اللہ کے ساتھ ساتھ مخلوق کو سجدہ کرنا' رکوع کرنا' منتیں مانگنا' ان سے دعائیں کرنا' نئے نئے طریقے دین کے نام پر نکالنا، یہ سب اعمال اللہ کو بڑا نہ ماننے کا اظہار ہے،اور شیطان کی ترغیبات کا دھوکہ ہے۔

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے دنیا کو امتحان گاہ بنا کر مہلت زندگی دی ہے،اور اللہ اپنی نافرمانی وبغاوت' بڑائی کو نہ ماننے میں فوراً پکڑ نہیں کرتا،جبکہ دنیا کی حکومتوں میں انسانی قانون کی خلاف ورزی پر فوراً پکڑا جاتا ہے،سزا اور جرمانہ لگایا جاتا ہے۔

جو لوگ جن ملکوں میں شریعت کا قانون نہ ہونے کے باوجود اللہ کے احکام کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں زندگی گذاریں گے،نماز کی پابندی سے ادائیگی کے ساتھ شراب' زنا' قتل وخون' چوری' جھوٹ' ناچ' گانا بجانا،شرک اور کفر سے نفرت کریں گے،اللہ کے علاوہ کسی مخلوق کو سجدہ ورکوع نہیں کریں گے،مخلوق سے دعاء نہیں مانگتے،اور اپنے جسم کے اعضاء سے اللہ کی عبدیت وبندگی کریں گے،وہ صحیح معنیٰ میں اللہ اکبر کے تحت زندگی گذارنے والے کہلائیں گے،اور اپنے اعمال صالحہ سے اللہ کو بڑا ماننے کا ثبوت دیں گے،وہی لوگ آخرت میں جنت کے وارث بنیں گے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کلمہ پڑھ کر زبان سے تو اللہ کو بڑا مانتے ہیں،اور مسلمان ہیں ہم دل سے بھی اللہ کو بڑا مانتے ہیں،عمل سے نافرمانی کریں تو کیا ہوا،ایسے انسانوں کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ جسم کے اعضاء دل کے ترجمان ہوتے ہیں جو چیز دل میں یقین پا جاتی ہے،اعضاء اسی کا اظہار کرتے ہیں،جسم کے اعضاء سے اسی کے مطابق اعمال ظاہر ہوتے ہیں۔

اللہ کو دل سے بڑا مان کر اعمال سے اللہ کے بڑے ہونے کا ثبوت نہ دینا گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ اکبر اس انسان کی صرف زبان کی حد تک ہے،حلق میں نہیں اُترا،صرف زبان سے اللہ کو بڑا مان کر دل سے بڑا ماننا نہیں کہلاتا،جب تک کہ انسان اپنے عمل سے اللہ کے بڑے ہونے کا اظہار نہ کرے،دل میں اللہ کی بڑائی رکھ کر اعضاء سے مخلوقات کی

بڑائی میں عمل کرنا یہ اللہ کی بڑائی میں جینا نہیں کہلاتا، اللہ کے بڑے ہونے کی تعلیم صرف تعریف کرنے کے لئے یا زبان سے ورد کرنے کے لئے نہیں کروائی جارہی ہے، بلکہ اللہ کی عبدیت و بندگی میں زندگی گذارنے کی تعلیم ہے، چاہے انسان عمل سے اللہ کو بڑا مانے یا نہ مانے اللہ ہی بڑا رہے گا، اس کی بڑائی کبھی ختم نہیں ہوتی۔

اگر کسی کے ماں باپ اپنے بچے کو حکم دیں کہ ہمیں دوا لادو یا پانی پلادو، یا غذاء تیار کردو، اور اولاد اپنے امی ابا کی یہ بات سن کر جان بوجھ کر انجام ہوجائے یا سُنی اَن سُنی کر کے اپنے کام کرتی رہے یا ماں باپ سے یہ کہے کہ میں آپ لوگوں سے بہت محبت کرتا ہوں اور آپ لوگوں کو خاندان میں سب سے بڑا مانتا ہوں، مگر میں نفس کی خواہش یا ناچ گانا اور ٹی وی کے ڈرامے اور فلمیں چھوڑ کر آپ کی خدمت نہیں کرسکتا، تو یہ اطاعت نہیں کہلائے گی، نہ ماں باپ کو بڑا ماننا کہلائے گا۔

اگر ایک عورت اپنے شوہر کو بڑا مانتی، اُسے سب کچھ سمجھ کر بظاہر محبت کے الفاظ زبان سے ادا کرتی رہتی ہے، مگر شوہر کے حکموں کے خلاف عمل کرے یا اس کے حکم کو سن کر انجان بنی رہے، دوسروں کی خدمت کرتی رہے تو یہ بھی شوہر کو بڑا ماننا نہیں ہوگا، اولاد ہو یا بیوی' جب ان کو بڑا مانیں تو ان کی اطاعت میں حکموں کو سب سے پہلے اہمیت دینا، ادب و احترام کرنا، اپنی سب مصروفیات' نفس کی خواہشات چھوڑ کر اپنے آرام اور راحت کو چھوڑ کر اطاعت کے لئے دوڑنا اسی میں اپنی سلامتی سمجھنا' یہ بڑا ماننا ظاہر ہوگا۔

جو لوگ اللہ کے نظر نہ آنے کے باوجود وحی پر ایمان لاکر رب چاہی زندگی گذارتے ہیں اور مخلوقات سے نفع ونقصان کا تصور نہیں رکھتے، وہی لوگ مسجد سے باہر بھی اللہ کی بڑائی عمل سے ظاہر کرسکتے ہیں، جو لوگ دنیا میں من چاہی زندگی گذارتے ہیں، اور اللہ کی بڑائی اپنے اعمال سے ظاہر نہیں کرتے، شیطان کو دشمن جان کر بھی اس کی اطاعت کرتے ہیں، ایسے انسانوں کو اللہ جنت سے محروم کردے گا، اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جب انسان اللہ کی صفات سے پہچان حاصل نہیں کرتا تو وہ ایمان رکھنے کے باوجود شیطان کے مکروفریب میں

آجاتا ہے، ایمان کے الفاظ کو زبان سے رٹنے کے باوجود حزب الشیطان یعنی شیطان کی جماعت کا فرد بن جاتا ہے۔

جب انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے تو حق سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا، حق قبول نہیں کرتا، اپنی اصلاح نہیں کرتا، ضمیر کے کہنے کے باوجود اپنی انا پر حق کا انکار کرتا ہے، یہی حال پچھلی قوموں کا بھی تھا۔

دنیا کی زندگی میں ایک انسان کسی کا غلام ہوتا ہے تو وہ اپنے آقا کو بڑا مان کر اس کی اطاعت کرتا ہے، اولاد ماں باپ کو بڑا مان کر اطاعت کرتی ہے، بیوی شوہر کو بڑا مان کر اس کی اطاعت کرتی ہے، رعایا اپنے اپنے ملک کے حاکم اور بادشاہ کو بڑا مان کر اس کی اطاعت کرتی ہے، تو پھر اللہ کو بڑا مان کر اس کی بغاوت کیسے؟

اگر کسی انسان کو حکومت کی طرف سے گورنر یا وائسرائے مقرر کیا جائے تو وہ اپنی حکومت کو بڑا مان کر خود بھی اور زمین کے اس حصہ پر حکومت کی مرضیات پر چلتا ہے، اور حکومت کا قانون نافذ کرتا ہے، اگر نہ چلے اور اپنی مرضی چلائے تو اس کو باغی اور غدار مانا جاتا ہے، عہدہ سے ہٹا کر گرفتار کرلیا جاتا ہے، اسی طرح اللہ نے جب انسان کو امتحان کے لئے زمین پر خلیفہ بنایا ہے تو انسان پر لازم ہے کہ وہ خود بھی اور زمین کے تمام کاروبار میں اللہ کی مرضیات اور احکام جاری کرے اور اللہ کا وفادار بنا رہے، یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب انسان اللہ کو اپنا مالک' حاکم اور بڑا مانے۔

مگر انسانوں میں ایمان کی کمی کی وجہ سے وہ غیر مسلموں کی طرح دنیا میں حکومت و اقتدار ملنے کے باوجود نہ اپنے جسم پر اللہ کے احکام نافذ کرتے ہیں اور نہ حکومت کے قوانین میں اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں، یا تو دنیا کے غیر مسلم طاقتور حکمرانوں کو بڑا مان کر ان کی اطاعت کرتے ہیں یا اپنے جیسے انسانوں کے دماغ سے قانون بنا کر زمین پر اپنی مرضی سے حکومت کرتے ہیں، جب انسان اللہ کی بڑائی کو نہیں مانے گا تو اس کی زندگی کے ہر عمل میں اور زمین کے سارے کاموں میں فساد ہی فساد ہوگا۔

ایک بیوی اپنے شوہر کو بڑا نہ مانے تو اس گھر میں فساد شروع ہوجائے گا، گھر کا سکون برباد ہوجاتا ہے، اسی طرح اللہ کی زمین پر اگر انسان اللہ کو بڑا نہ مانے تو زمین کا پورا انتظام فساد کے حوالے ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کو زبردستی یا صرف اپنی تعریف کے لئے اللہ اکبر کے کلمات کو بار بار دہرانے کی تعلیم نہیں دے رہا ہے؛ بلکہ اس میں انسانوں ہی کا فائدہ رکھا ہے؛ تاکہ انسان زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کی بڑائی مانے اور اپنے آپ کو چھوٹا' حقیر اور محتاج مان کر زندگی گذارے، ویسے انسان کی حیثیت اللہ کے سامنے عبد' بندہ اور غلام کی ہے، اس کی زندگی کا مقصد اطاعت و بندگی ہی کرنا ہے، غلام کو چوبیس گھنٹے ہر حال میں اپنے آقا ہی کی غلامی کرنی ہوگی۔

کائنات کا ذرّہ ذرّہ جب اسی اکیلے مالک کی اطاعت و غلامی کر رہا ہے تو انسان بھی اپنے اختیار سے اپنے مالک کی اطاعت و بندگی اور غلامی کرے۔

حاصل بحث ذہن میں بٹھالیں

☆ کیا کائنات میں کوئی مخلوق ایسی ہے جو ایک ہی وقت' ایک ہی لمحہ میں ایک ساتھ زمین کی بھی' ہواؤں کی بھی' چرندوں کی بھی' پرندوں کی بھی' درندوں کی بھی' انسانوں کی بھی' جنات کی بھی' نباتات کی بھی' جمادات کی بھی' سورج، چاند ستاروں کی بھی اور سمندروں کے پانی کی بھی، جنگلات کی بھی اور ریگستان کی بھی' غرض تمام مخلوقات کی ہر ہر فرد کی ہر ہر ضرورت ایک ہی وقت میں ایک ساتھ پوری کر سکے، بیشک اللہ کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں، نہ کوئی اللہ جیسی قدرت رکھتا ہے، اس لئے اللہ اکبر ہے۔

☆ کیا کوئی مخلوق یا کوئی انسانی حکومت ایسی ہے جو اپنی ہر ایک مخلوق کی ایک ہی وقت میں حفاظت کر سکے' سلامتی دے سکے، ان کو تھام سکے، ہدایت دے سکے، یہ قدرت کسی میں نہیں، وہ صرف اللہ ہے، اس لئے اللہ اکبر ہے۔

☆ کیا کوئی ایسا ہے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، اس پر موت نہیں

آسکتی، وہ کمزور اور ناتواں نہیں بن سکتا، سب ختم ہو جائے گا' وہ اکیلا باقی رہے گا، وہ صرف اللہ ہے، اس لئے اکبر ہے۔

☆ وہ اکیلا درختوں کے بیجوں میں پودے بنا رہا ہے، پودوں اور درختوں کو پروان چڑھا رہا ہے، اسی وقت وہ انڈوں میں پرندوں کے بچے بنا رہا ہے اور اندر ہی ان کو فطری ہدایات دے رہا ہے، اسی لمحہ کروڑوں ماؤں کے رحم میں بچوں کو بنا رہا ہے، ان کی پرورش وہاں مہینوں کر رہا ہے، سارے انتظامات ایک ہی وقت میں کرتے ہوئے اسی لمحہ پانی کے بخارات بنا کر ہوا میں اُڑا رہا ہے، اسی لمحہ درختوں سے اپنے اپنے موسموں کے پھل دنیا میں بھیج رہا ہے، پھر ہر روز مخلوقات کے لئے دودھ' انڈے' گوشت بغیر کسی رکاوٹ کے عطا کر رہا ہے، سمندر' زمین' آسمان' جنگلات اور ریگستانوں میں رہنے والوں کو ان کے اپنے اپنے مقامات پر زندگی گذارنے کا سامانِ رزق ایک ہی وقت میں عطا کر رہا ہے، ایسی قدرت سوائے اللہ کے کسی میں نہیں، اس لئے وہ اکبر ہے، الحمدللہ۔

لاکھوں کروڑوں انسان وجنات' نباتات' جمادات' حیوانات کی پکار کو ایک ہی وقت میں پوری طرح سن کر مدد کر رہا ہے، ایسی قدرت دنیا کی کسی مخلوق میں نہیں' سوائے اللہ کے، اس لئے وہ اکبر ہے، اس سے بڑا کوئی نہیں۔

☆ دنیا کی کوئی انسانی حکومت نہ سورج کو کنٹرول کر سکتی ہے، نہ آسمان کو حکم دے سکتی ہے، نہ زمین کو زلزلے سے بچا سکتی ہے، نہ بارش کو روک سکتی ہے، نہ درختوں سے فضاء کو صاف کر سکتی ہے، نہ سمندروں کے پانی کو سونامی کے ذریعہ زمین پر لا سکتی ہے، نہ جانوروں کو جو انسانوں کے ساتھ نہیں رہتے' قابو میں کر سکتی ہے، نہ مٹی کی گڑیا میں جان ڈال سکتی ہے، نہ درخت اور پودوں کو غلہ' اناج' پھل' ترکاریاں وغیرہ پیدا کرنے کا حکم دے سکتی ہے، نہ سمندر کے پانی کو کھارا بنانے کے لئے اس میں نمک ڈال سکتی ہے اور نہ مچھر سے ملیریا اور مکھیوں سے ہیضہ اور چوہوں سے طاعون اور نہ کووِیڈ سے انسانوں کو موت سے بچا سکتی ہے۔

☆ دنیا کا انسانی بادشاہ چاہے کتنے ہی ہتھیار بنالے، دوائیں بنالے، فوج' پولیس اور

دیگر حفاظتی انتظامات کرلے‘ سمندر کی تہہ میں بھی چھپ کر بیٹھ جائے‘ نہ خود اور نہ اپنی اولاد کو اور نہ اپنی رعایا کو موت سے بچا سکتا ہے، ملک میں قحط پڑ جائے تو دور نہیں کر سکتا، بیماریاں پھیل جائیں تو رعایا کو بچا نہیں سکتا، طوفان آجائے تو نہ تباہی کو روک سکتا ہے اور نہ تباہی سے رعایا کو بچا سکتا ہے، خود اس کے جسم میں بول و براز رُک جائے تو باہر نہیں نکال سکتا، چھوٹی سی پھونسی نکلے تو درد برداشت نہیں کر سکتا، نیند نہ آئے تو نیند لا نہیں سکتا، فالج ہو جائے تو جسم کو سنبھال نہیں سکتا، آنکھوں کی روشنی‘ کانوں کی سماعت‘ زبان کی لسانیت (گفتگو کی طاقت) چلی جائے تو واپس نہیں لا سکتا، بغیر پہرے دار دستے کے اپنی حفاظت نہیں کر سکتا۔

انسان اگر اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہے تو یہ انسان کی حماقت ہوگی، وہ اگر اپنے کو علم میں‘ طاقت میں‘ منصوبہ سازی میں‘ اختیارات میں‘ بادشاہت میں بڑا سمجھے تو پاگل اور بیوقوف ہوگا، سارے کے سارے انسان اور مخلوقات اللہ کے محتاج ہیں، انسان فقیر ہے، فقیر ہو کر بڑا کہے تو جہالت ہوگی، اس لئے اللہ جیسی قدرت‘ اللہ جیسا کمال‘ اللہ جیسا جمال اور اللہ جیسا جلال کسی میں نہیں، اس لئے وہی اکبر ہے۔

☆ وہی اکیلا پیدا کرنے والا، وہی اکیلا موت دینے والا، وہی اکیلا پرورش کرنے والا، وہی اکیلا مربّی، وہی اکیلا جاندار و بے جان کو ہدایت دینے والا، وہی اکیلا رحم کرنے والا، وہی اکیلا معاف کرنے والا، وہی اکیلا دعائیں سننے والا، وہی اکیلا نعمتیں دینے والا، وہی اکیلا اجر دینے والا، وہی اکیلا صحت دینے والا، وہی اکیلا پوری کائنات پر کنٹرول کرنے والا، وہی اکیلا شہنشاہِ کائنات، وہی اکیلا حساب لینے والا، وہی اکیلا جزاء و سزا دینے والا، وہی اکیلا علمِ غیب رکھنے والا، وہی اکیلا عرش سے فرش تک‘ سدرۃ المنتہٰی سے تحت الثّریٰ تک سب کی سننے والا‘ دیکھنے والا، ابتداء سے انتہاء تک کا علم رکھنے والا، دلوں کا حال جاننے والا، نافع اور ضار وہی اکیلا ہے، بغیر کسی مدد اور سہارے کے یہ سب کچھ کرنے والا ہے، اس لئے وہی اکبر ہے۔ انسان اس کو اکبر مانے بغیر نہیں رہ سکتا، کسی مخلوق میں یہ قدرت نہیں، سب اسی کے محتاج و مجبور ہیں، وہ سب کام کُن کہہ کر کرتا ہے، اس جیسی قدرت والا

کوئی دوسرا نہیں، اس لئے وہی اکبر اور کبیر ہے۔

اکثر مسلمانوں کو دینی تعلیم میں اللہ تعالیٰ کی پہچان نہیں کروائی جاتی ہے، صرف سرسری طور پر اللہ کے بارے میں سمجھا دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اولاد' صحت وتندرستی' مصیبت ومشکلات' شادی بیاہ' تجارت' نوکری وغیرہ میں کامیابی کے لئے مخلوقات سے رجوع ہوتے ہیں، اللہ کو زبان سے بڑا ماننے کے ساتھ ساتھ قبروں' جھنڈوں' علموں کو سجدہ کرتے ہیں، انہی سے منتیں مرادیں مانتے اور دعائیں کرتے ہیں، ان کا اللہ کو بڑا ماننا صرف زبان کی حد تک رسمی بنا ہوا ہے، وہ اللہ کو بڑا مانتے ہوئے غیر اللہ کے نام پر قربانیاں کرتے ہیں، ان کے ناموں کی دوہائی پکارتے ہیں، بڑے احترام سے قبروں کی زیارت کے لمبے سفر کرتے ہیں، ان کا طواف کرتے اور انہیں سجدے کرتے ہیں، اور انبیاء' اولیاء اور بزرگوں سے بھی بننے اور بگڑنے کا عقیدہ رکھتے ہیں، اور ان سے شفاعت کی امید رکھتے ہیں، بعض تو صلوٰۃ الرسول کے نام سے نماز بھی ادا کرتے ہیں، بزرگوں کو اللہ کی طرح ہر جگہ موجود' حاضر وناظر سمجھتے ہیں، غیب کو جاننے اور سننے والا سمجھتے ہیں، یہ تمام حالات محض اللہ اکبر کی حقیقت کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوئے ہیں، ان کو احساس ہی نہیں کہ وہ توحید کے ساتھ شرک میں مبتلا ہو رہے ہیں، بزرگوں کی شان میں اشعار لکھ کر ان کو خدا کی صفات والا بنا دیتے ہیں، پھر نماز میں اللہ اکبر کا اقرار کرتے ہیں، بزرگوں کو نفع ونقصان اور کامیابی و ناکامی دینے والا سمجھ کر ان کے نام کی ہر سال نیاز کرتے ہیں اور ان کے نام کے جھنڈے بنا کر "المدد فلاں" لکھتے ہیں، بہت سے لوگ قبروں کے مجاور بن کر لوگوں سے شرکیہ اعمال کرواتے ہیں، قبروں پر چڑھاوے چڑھانے کو کہتے ہیں، قبروں کو دھو کر ان کا میلا پانی پینے اور پلانے کو کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلرَّحْمٰنُ اَلرَّحِیْمُ (نہایت مہربان' بے انتہاء رحم کرنے والا)

یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کا پَرتَو ہیں، **رحمٰن** کے معنیٰ بہت زیادہ رحم کرنے والا''عام رحمت''۔رحیم کے معنیٰ مسلسل رحم کرنے والا''خاص رحمت''۔

سوال: کیا اللہ کا نظام ربوبیت اور نظام عدل بھی رحمت کا تقاضہ ہے؟

جواب: ہاں! اللہ کا نظامِ ربوبیت اور نظامِ عدل بھی رحمت کا تقاضہ ہے۔

سوال: ربوبیت کے ساتھ رحمت سے مخلوقات کو کیا فائدہ ہے؟

جواب: ربوبیت کے ساتھ ساتھ اللہ کی رحمت ہونے کی وجہ سے ہر مخلوق کی پرورش میں محبت' شفقت' احسان' فضل' حسن' لذت' خوبصورتی اور مدد ملتی رہتی ہے۔

سوال: کیا اللہ کے غضب پر اللہ کی رحمت غالب ہے؟

جواب: ہاں! اللہ نے خود اپنے غضب پر رحمت کو غالب کیا ہے، کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَة. اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کرلیا ہے۔جس کی وجہ سے انسانوں اور جنات کو سنبھلنے سدھرنے کا بار بار موقع ملتا ہے۔

سوال: جو لوگ رحم کا جذبہ نہیں رکھتے وہ کیسے ہوتے ہیں؟

جواب: جو لوگ رحم کا جذبہ نہیں رکھتے اور رحم بھی نہیں کرتے، وہ ہر قسم کی نرمی سے محروم کردئے جاتے ہیں، ان کو دیکھ کر لوگ جاہل' جلاد' بے رحم اور ظالم کہتے ہیں۔

سوال: کیا معصوم' کم عمر بچوں پر بھی رحم کیا جانا ضروری ہے؟

جواب: جن بچوں کو بچپن میں ماں باپ سے رحم و کرم ملتا ہے ان کی پرورش میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے، ہیبت' ڈر و خوف سے محفوظ رہتے ہیں، ماں باپ ان سے محبت

کرتے ہیں تو وہ بھی اپنے ماں باپ سے خوب محبت کرتے ہیں اور اپنے ماں باپ کی اطاعت بھی کرتے ہیں، بچوں کو ان کی غلطیوں پر مار پیٹ کرنے سے اصلاح نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو گود میں بٹھاتے، کندھے پر سواری کرواتے اور اپنے ہاتھ سے منہ ہاتھ دھلاتے تھے، حضرت اسامہ بن زیدؓ کو جب وہ بچے تھے ایک مانڈی پر بیٹھاتے، دوسری پر حضرت حسینؓ کو بیٹھاتے تھے، اور بڑی محبت سے لاڈ سے اسامہ کا منہ ہاتھ دھلاتے، بچے سے بڑے حضرات جتنی محبت اور عزت سے پیش آئیں گے، وہ بچپن ہی سے ماں باپ کی نقل کریں گے اور دوسروں کے ساتھ محبت و رحمت کرنا سیکھیں گے، بچوں کے ساتھ رحم کرنے سے ان کی تربیت بہت عمدہ ہوتی ہے، مارنے پیٹنے سے بگڑ جاتے ہیں اور ضدی بن جاتے ہیں۔

مقولہ مشہور ہے: ''کھلاؤ سونے کا نوالہ، دیکھو شیر کی نگاہ، ڈر و خوف کے لئے گھر میں کوڑا بھی لٹکائے رکھو، حد سے زیادہ لار ڈو پیار میں بچے کو خراب مت کرو۔''

سوال: دنیا میں انسان کسی کے ساتھ رحم والا سلوک کب کرتا ہے؟

جواب: دنیا میں انسان کسی کے ساتھ رحم و ہمدردی کا سلوک' اپنی غرض کی خاطر کرتا ہے، ذاتی غرض' مفاد' فیاض و سخی کہلانے، نفع حاصل کرنے، بدلہ چکانے، احسان کا بدلہ احسان کرنے، اجر وثواب کی خاطر یا نام و نمود کی خاطر یا مجبوری کی خاطر کرتا ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ بھی مخلوقات پر رحم' کسی ذاتی مفاد کے لئے کرتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنا رحم کسی بھی مخلوق کے ساتھ کوئی ذاتی مفاد' کسی غرض کی خاطر نہیں کرتا، وہ بے نیاز ہے، چاہے کوئی اس کی اطاعت و عبادت کرے یا نہ کرے، چاہے اُسے کوئی مانے یا نہ مانے' اس کی شان میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا، کوئی مخلوق اس کی رحمت سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہوسکتی، وہ محض انسانوں اور جنات کو اپنی اطاعت و عبادت پر نیکی اور ثواب دے کر جنت میں درجات اور بلند مقام اور جنت کا وارث بنانا چاہتا ہے، اس کو کسی کی عبادت و اطاعت سے کوئی مفاد اور فائدہ نہیں۔

سوال: کیا انسان کی اطاعت و بندگی پر اجر دینا اللہ پر لازم وضروری ہے؟

جواب: انسان اور جنات کی اطاعت و بندگی پر اجر وثواب دینا اللہ پر کوئی حق نہیں ہے، کوئی ضروری نہیں، وہ صرف اپنی رحمت ہی سے مزید فضل' احسان وانعام کرنا چاہتا ہے، تھوڑی سی عبادت پر خوب اجر دینا چاہتا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمت میں الرحمٰن والرحیم کا الگ الگ تذکرہ کیوں کیا؟

جواب: صفت الرحمٰن وہ صفت ہے جس سے کائنات کی تمام مخلوقات کو فائدہ مل رہا ہے، اور ہر مخلوق دنیا کی اس زندگی میں صفت رحمٰن سے فائدہ اٹھا رہی ہے، تمام مخلوقات رحمٰن کی رحمت میں ڈوبی ہوئی ہے، یعنی الرحمٰن وہ ذات ہے جس کی رحمت عام ہی عام ہے، بلاتفریق بچہ بڑا، امیر غریب، جاندار و بے جان، مومن و کافر، نیک و بد سب کو صفت رحمٰن سے دن رات پرورش پانے اور باقی رہنے کی مہلت مل رہی ہے۔

سوال: صفت الرحمٰن سے کس قسم کی مدد ہر مخلوق کو مل رہی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ الرحمٰن ہونے کے ناتے پانی سب مخلوقات کے لئے برساتا ہے، سورج کی روشنی اور گرمی سب کو ملتی ہے، گرمی' سردی' برسات کے موسم سے سب فائدہ اٹھاتے ہیں، زمین کی پیداوار سب مخلوقات حاصل کرتی ہیں، ہوا سب کو سانس لینے میں مدد کرتی ہے، زمین سب کو اپنے اوپر سنبھالے رکھتی ہے وغیرہ، زندگی کی مہلت سب کو ملتی ہے۔

سوال: اللہ الرحمٰن ہونے کے ناتے کافر اور مشرک کو کیا فائدہ ہے؟

جواب: دنیا چونکہ انسانوں کے لئے امتحان کی جگہ ہے اس لئے اللہ رحمٰن ہونے کے ناتے اپنے نافرمان' باغی' کافر اور مشرک بندوں کو بھی دنیا میں زندہ رہنے تک دنیا کی تمام نعمتیں دیتا رہتا ہے، کبھی بند نہیں کرتا، ان کو سنبھلنے' سدھرنے کا توبہ کے ذریعہ بار بار موقع دیتا رہتا ہے، فوراً عذاب لاکر ہلاک نہیں کر دیتا، سکرات شروع ہونے تک توبہ کا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔

سوال: کیا کفار و مشرکین مرنے کے بعد صفت رحمٰن سے فائدہ اٹھا سکیں گے؟

جواب: کفار ومشرکین کو آخرت میں صفت رحمٰن سے فائدہ نہیں ملے گا، وہ محروم رہیں گے،صرف مومن کامیاب انسان اللہ کی ان صفات سے فائدہ اٹھائیں گے۔

سوال: کسی انسان کا نام اللہ تعالیٰ کے اس نام رحمٰن کے ساتھ ہوتو اُسے کیسے پکارنا چاہیئے؟

جواب: کسی انسان کا نام اللہ کی اس صفتی نام کے ساتھ ہوتو اُسے صرف رحمٰن کہہ کر نہیں پکارنا، رحمٰن صرف اللہ ہے جس کی رحمت ہر مخلوق پر چھائی ہوئی ہے،اس انسان کو عبدالرحمٰن یعنی رحمٰن کا بندہ کہہ کر پکاریں گے۔

سوال: صفت الرحیم سے کیا مراد ہے؟

جواب: صفت الرحیم یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے،جس سے نیک وفرمانبردار اور صالح لوگوں کو دنیا وآخرت میں مسلسل فائدہ ملتا رہتا ہے۔

اللہ صفت الرحیم سے جس سے محبت کرتا ہے اُس کو دین کی سمجھ دے کر ایمان قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے، پیغمبر اور کتاب الٰہی کی سمجھ عطا کرتا ہے، اپنی اطاعت و بندگی کی مسلسل طاقت دیتا رہتا ہے،اس صفت سے وہی انسان دنیا میں فائدہ اٹھاتا ہے جو نیکی کو حق کو پسند کرتا ہے، باطل اور گناہ سے نفرت کرتا ہے جو ضمیر کی آواز پر سچائی کو پسند کرتا، باپ دادا کی اندھی تقلید سے دور رہتا، ایمان قبول کرنے کے بعد زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی اطاعت و بندگی کرنا چاہتا ہے، سچائی قبول کرتا، سچائی پر قائم رہتا، سچائی کا ساتھ دیتا اور سچائی کو پھیلانے کی جدوجہد کرتا ہے، دنیا سے ایمان کے ساتھ کامیاب زندگی گذار کر جاتا ہے، اسی صفت سے مومن اور کامیاب انسان کو جنت میں اللہ تعالیٰ درجات اور نعمتیں عطا کرتا ہے اور جنت کا وارث بناتا ہے، اس کے لئے نعمتوں کی بارش' دنیا وآخرت میں کرتا رہتا ہے، غیر ایمان والے صفت الرحمٰن سے صرف دنیا میں فائدہ اٹھالیتے ہیں، غیر ایمان والوں کو صفت الرحیم دنیا میں نصیب نہیں ہوتی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کو نہ سمجھنے سے غیر ایمان والے کیسے گمراہ

ہوتے ہیں؟

جواب: اللہ کی صفت رحمت کو نہ سمجھنے اور اللہ کی معرفت صفت الرحمٰن الرحیم سے حاصل نہ کرنے کی وجہ سے انسان اللہ کو قہر وجلال والا غصہ اور غضب والا سمجھے، خاص طور پر یہود اللہ سے رجوع ہو کر توبہ واستغفار کے بجائے بزرگوں کے وسیلے کا عقیدہ بنایا، مسلمانوں میں بھی کمزور ایمان والے ولیوں' بزرگوں کے وسیلے سے اللہ سے رجوع ہونے کا عقیدہ بنالیا، اور نصاریٰ اپنے کو پیدائشی گنہگار تصور کر کے پیشواؤں کے پاس جا کر گناہوں کی فہرست سنا کر ان کے ذریعہ کچھ پیسے دے کر معاف کروانے اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا ماننے پر نجات کا تصور قائم کرلیا، مشرکین' فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں دیوی' دیوتا مان کر یہ تصور قائم کیا کہ باپ بیٹیوں سے محبت کرتا ہے، ان کی بات مانتا ہے، اس لئے دیوی دیوتاؤں کے ذریعہ خدا سے رجوع ہونے کا تصور قائم کر چکے ہیں، گویا انسان اللہ کو الرحمٰن والرحیم نہ ماننے سے واسطے اور وسیلے کا عقیدہ پیدا کرلیا، مقربین' درباریوں کے ذریعہ خدا تک جانے کا عقیدہ بنالیا اور شرک میں مبتلا ہوگئے، خالص توحید سے محروم ہوگئے، یہی حال بے شعور مسلمانوں کا بھی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو سزا دیتا ہے، کیا یہ بھی رحمت ہے؟

جواب: جس طرح بچہ گندگی میں مبتلا ہو جائے تو ماں اس کو تھپڑ مار مار کر پانی سے صفائی کرتی ہے، یہ ماں کا مارنا ظلم نہیں' انصاف اور رحم ہے، اللہ کے احکام پر جہاں سہولت ہو چلنا اور پھر ایمان رکھ کر جان بوجھ کر اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے پر توبہ نہ کرنے سے ایسی سزا سے پاک کیا جانا رحمت ہی ہے۔

اگر کپڑے پر بہت زیادہ میل ہو تو گرم پانی میں اُبالا کر لکڑی سے کوٹ کوٹ کر پٹخ پٹخ کر میل نکالا جاتا، پھر گرم استری (آیرن) سے صاف کیا جاتا ہے، صفائی کے لئے یہ کرنا ضروری ہے، اس کو ظلم نہیں کہتے، کپڑے کے ساتھ رحم ہی ہے، اس عمل کے بغیر کپڑا صاف نہیں ہوتا، جب پاک ہو جاتا ہے تو اللہ کی تسبیح بیان کرنا شروع کر دیتا ہے، اس طرح اللہ انسانوں کے گناہ دھونے کے لئے مصیبت وتکالیف میں مبتلا کر کے پاک کرتا ہے، ہر

تکلیف پر گناہ معاف کرتا ہے۔

سوال: جب اللہ رحمت والا ہے، تو بندوں کو سزا کیوں دیتا ہے؟

جواب: اگر کوئی بچہ ماں باپ کے کہنے، روکنے اور منع کرنے کے باوجود شرارت کرتا رہے اور چوری کرے، جھوٹ بولے، لڑائی جھگڑا کرے، تو ماں باپ باوجود بچے کے لئے رحم رکھتے ہیں' اس کو سدھارنے اور بُرائی چھوڑانے کے لئے اُسے سزا دینا عین رحمت ہی ہے، ورنہ وہ بگڑتا چلا جاتا ہے، اسی لئے اللہ کی رحمت کا تقاضا ہے کہ گنہگاروں کو مصیبت میں ڈال کر سدھرنے کا احساس پیدا کرے، ورنہ برے کو برائی کا احساس ہی نہ ہوگا، غافل انسان تکالیف پر اصلاح کرلیں۔

سوال: جب اللہ تعالیٰ بے انتہاء معاف کرنے اور مسلسل رحم کرنے والا ہے تو ایمان والوں کو معاف کرتا ہے، غیر ایمان والوں کو کیوں معاف نہیں کرتا؟

جواب: دنیا میں اگر کوئی انسان کی بیوی اپنے شوہر سے محبت کرتی ہے، اور ہر وقت اس کی اطاعت کرنا چاہتی ہے، فرمانبردار بنی رہتی ہے، اگر شوہر کسی کام کا حکم دے کہ وہ آنے سے پہلے کھانا تیار رکھے، کپڑے دھوکر رکھے اور بیوی بھول جائے یا نہ کرسکے، تو شوہر اپنی اس فرمانبردار و وفادار بیوی کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز اور معاف کردیتا ہے، اس کے برعکس اگر بیوی شوہر کو شوہر ہی نہ سمجھے اور شوہر کے بجائے غیر مرد کو شوہر جیسا سمجھے، اس کی محبت میں اس کی تعریف و اطاعت کرے تو شوہر اس کو طلاق دے دیتا ہے۔

اس مثال سے سمجھو کہ ایمان والے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اللہ کے ساتھ اللہ کے جیسا اللہ کے برابر نہیں سمجھتے اور اللہ ہی کی اطاعت و عبادت کرنا چاہتے ہیں، ان سے جب زندگی کے دوسرے شعبوں میں کوتاہی غلطی ہوجائے تو اللہ اپنے وفادار اور ایماندار بندوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو معاف کردیتا ہے، اس کے برعکس اگر بندہ اللہ کے بجائے مخلوق کو خدا جیسا سمجھے، خدا کے بجائے یا خدا کے ساتھ ساتھ مخلوق کو بھی خدا مان کر زندگی گذارے تو اللہ اُسے شرک کہتا ہے اور رحمت والا ہونے کے باوجود معاف نہیں کرتا۔

سوال: اللہ کو الرحمٰن الرحیم مان کر جان بوجھ گناہ کرنے والا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو الرحمٰن الرحیم مان کر جان بوجھ کر گناہ کر کے رحمت کی امید رکھنے والا بیوقوف اور احمق ہے، ایسا انسان گناہ میں نڈر رہتا ہے، ایسے انسان کو شیطان گناہ کروانے کے باوجود نیکی کا احساس دلاتا ہے۔

غلو میں انسان بدعات وخرافات کر کے اللہ کی اطاعت اور نیکی سمجھتا ہے، اگر کوئی زہریلی غذاء کو خبردار کرنے کے باوجود کھائے تو نقصان ہی اٹھائے گا، ایسے لوگ جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں، پھر رحمت کی امید رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اپنی ملکیت کو کیوں جلائے گا۔

سوال: تقویٰ اختیار کر کے اور اطاعت کر کے اللہ کو رحمت والا مان کر زندگی گذارنے والا کیا عقیدہ رکھتا ہے۔

جواب: نیک اور صالح انسان تقویٰ و پرہیزگاری کرنے کے باوجود اللہ سے ڈرتا ہے، زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کے احکام پر چلنے کی فکر رکھتا ہے، خوف اور امید کے ساتھ ایمان رکھتا ہے، اپنے نیک اعمال کے قبول نہ ہونے پر پکڑے جانے کا احساس رکھتا ہے اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتا، کبھی نیک اعمال کر کے بےفکر اور مغرور نہیں ہوجاتا، اِتراتا نہیں، اپنے کو سب سے اچھا نہیں سمجھتا بلکہ نیکی کر کے بھول جاتا ہے، بار بار استغفار کرتا رہتا ہے اور اللہ کی اطاعت و بندگی کا پورا حق ادا نہ ہونے کا احساس رکھتا ہے، تقویٰ اختیار کر کے اپنے کو نیک نہیں سمجھتا۔

سوال: جو لوگ گناہ کر کے اللہ کی رحمت سے نا امید ہوجاتے ہیں' وہ کیسے ہیں؟

جواب: جو لوگ گناہ کر کے ناکامی یا نقصان میں مبتلا ہو کر اللہ کی رحمت سے نا امید ہو کر رسی سے لٹک کر یا زہر پی کر یا دوا کھا کر یا خود کو آگ لگا کر خودکشی کر لیتے ہیں' وہ جہنم رسید ہوجاتے ہیں، اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا' مایوس ہوجانا، ایمان سے ہاتھ دھونا اور کفر ہے۔

سوال: حقیقی ایمان والے' گناہ، ناکامی یا نقصان پر اللہ کے ساتھ کیسا

عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: حقیقی ایمان والے دنیا کو امتحان کی جگہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور گناہ ہو جائے یا ناکامی اور نقصان پر تقدیر کا عقیدہ رکھ کر اللہ سے نا امید نہیں ہوتے؛ بلکہ ناکامی پر نئے سرے سے اللہ کی رحمت سے امید رکھ کر محنت کرتے توبہ کرتے ہیں، آگ لگا کر جلنے' زہر پی کر مرنے' خود کشی کر لینے کو جہنم میں رہنا تصور کرتے ہیں، گناہ ہو جانے کے بعد اپنی زندگی کو سدھارنے کی فکر رکھتے ہیں، اللہ سے اچھی امید رکھتے' مصیبت اور ناکامی پر مرنے کے بعد ثواب کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کی آزمائش تصور کرتے ہیں۔

سوال: انسان جب خلیفۂ زمین بنایا گیا تو اُسے اللہ کی نقل کیسے کرنی چاہئے؟

جواب: جب اللہ انسانوں کا مالک ہے اور وہ انسانوں پر ستّر (۷۰) ماؤں سے زیادہ رحم و محبت کرتا ہے، تو انسان خلیفۂ زمین بن کر اللہ ہی کی نقل میں دوسرے انسانوں کے ساتھ رحم و محبت کرنا چاہئے، نہ صرف انسانوں پر بلکہ جانوروں پر بھی رحم کرنا چاہئے۔

سوال: اللہ نے اپنی رحمت کے کتنے حصے دنیا میں اُتارے ہیں؟

جواب: اللہ نے اپنی رحمت کے سو حصوں میں سے صرف ایک حصہ رحمت کا دنیا میں اُتارا ہے، جس کا اظہار جانوروں میں بھی ہوتا ہے، جانور اپنے بچوں پر سے پیر اسی رحم کی وجہ سے ہٹا لیتے ہیں، ان کی حفاظت کے لئے تڑپتے ہیں، ان کی تربیت کرتے ہیں، اڑنا سکھاتے ہیں، دانا لا کر کھلاتے ہیں، انسانوں میں بھی اللہ نے اپنی محبت کا کچھ سایہ عطا فرمایا، جس کی وجہ سے ماں باپ' بھائی بہن' میاں بیوی' رشتہ دار اور عام انسان ایک دوسرے کی خدمت و مدد کرتے ہیں، مصائب و آلام سب کچھ برداشت کرتے ہیں، ان پر اپنا مال قربان کرتے ہیں، رحمت کے باقی ۹۹ رحصے اللہ آخرت میں ظاہر فرمائے گا۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو رحمت کے تعلق سے کیا تعلیم دی؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا، مومن ان صفات کی نقل کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو نرمی کا حصہ نہیں ملا اُسے دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصے سے بھی محروم رکھا گیا۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ خود بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے، اور رحم کرنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے جو حضرت زینبؓ کے صاحبزادے ان کا انتقال حضور اکرم ﷺ کی گود میں ہوا، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضرت سعد بن عبادہؓ ساتھ تھے، کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رحم ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے، جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے ساتھ رحم کرتے ہیں

حضرت اقرع بن حابسؓ نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسنؓ ابن علیؓ کو چومتے پیار کرتے دیکھا تو کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی بچے کو پیار نہیں کیا، حضور ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا' اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا۔ (بخاری)

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ اور ایمان والے جنت میں اپنے اعمال کی وجہ سے جائیں گے یا اللہ کی رحمت سے؟

جواب: تمام ایمان والے جنت میں اعمال کی وجہ سے نہیں؛ اللہ کی رحمت کی وجہ سے جائیں گے، اس پر صحابہؓ نے پوچھا: کیا آپ بھی؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں بھی اللہ کی رحمت ہی کی وجہ سے جنت میں جاؤں گا۔

سوال: شیطان' انسان پر قابض کب ہوتا ہے؟

جواب: جب انسان حق جاننے کے باوجود جان بوجھ کر گناہ کرنا چاہتا ہے اور گناہ کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس انسان پر سے رحمت کے فرشتے ہٹا لیتے ہیں، فرشتے ہٹتے ہی شیطان اس انسان پر غالب آجاتا ہے، اور گناہ کے راستے سمجھاتا ہے۔

سوال: گھروں میں رحمت کے فرشتے کب نہیں آتے؟

جواب: گھروں میں کتّا یا تصویر ہو، یا عورت کھلے سر یا نیم برہنہ ہو، یا ناچ گانا بجانا

ہو یا انسان مکمل برہنہ ہو، یا شرکیہ کام میں ہو تو رحمت کے فرشتے نہیں آتے، لہسن کی بد بو، گندگی، جھوٹ، غیبت اور گالی گلوج سے بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے، شراب اور زنا کے مقامات پر بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

سوال: اللہ رحمت والا ہونے سے مخلوقات کو کتنا فائدہ ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ رحمت والا ہونے سے ساری مخلوقات کو اس کی مختلف صفات سے فائدہ مل رہا ہے، وہ رب ہے، وہ ہادی ہے، وہ غفور ہے، وہ غفار ہے، وہ عفو ہے، وہ ستّار ہے، وہ حلیم ہے، وہ صبور ہے، وہ توّاب ہے، وہ کریم ہے، وہ منّان ہے، وہ مجیب ہے، وہ وہّاب ہے، وہ الولی ہے، وہ حفیظ ہے، وہ السلام ہے، وہ المؤمن ہے، وہ الودوُد ہے، وہ الحسیب ہے، وہ سمیع ہے، وہ بصیر ہے، وہ علیم وخبیر ہے، وہ العدل ہے، اسی وجہ سے مخلوقات کو دن رات اللہ کے احسانات، انعامات، پرورش کا سامان، ہر قسم کا رزق، رحمتیں، برکتیں، حفاظت اور مدد ملتی رہتی ہے، اور وہ ہر مخلوق کو ان کی زندگی مکمل ہونے تک ان صفات سے ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے صرف ۹۹/نام ہی ہیں؟ اور وہ کیسے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے بہت سے نام ہیں جو غیب میں ہیں، انسان اور جنات کو جن ناموں سے معرفت ضروری تھی وہ ۹۹/بتلائے گئے، اللہ کے سب نام خوبصورت، عیب و نقص سے پاک ہیں اور ہر اعتبار سے مکمل اور کمال درجے کے ہیں، اس لئے انہیں اسمائے حسنیٰ "خوبصورت نام" کہا گیا۔

سوال: کیا اللہ کا کوئی نام انسان اپنی طرف سے بنا سکتا ہے؟

جواب: جو نام قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں انہی ناموں سے انسان اللہ کو یاد کرسکتا اور پکار سکتا ہے، اس کے علاوہ اس کے کسی کام کو دیکھ کر اس کا اپنے ذہن ودماغ سے نام نہیں بنا سکتا، جیسے عیسائی خدا کو باپ یا گارڈ کہتے ہیں، یا کسی زبان میں تخلیق کرنے والے کے معنٰی کے برابر کوئی نام ہو، ایسے نام نہیں لے سکتے، مشرکین نے

جب قرآنی آیات میں اللہ کا صفتی نام رحمٰن سنا تو ماننے سے انکار کیا، اور کہا کہ ہم نہیں جانتے یہ رحمٰن کون ہے، اس لئے جو نام قرآن وحدیث میں بیان کیئے گئے ہیں ان کا انکار بھی نہیں کر سکتے، وہ سب قرآن وسنت میں بیان کر دئے گئے، ان ناموں کی تشبیہ کسی مخلوق کو بھی نہیں دے سکتے۔

اگر انسان میں رحم ہے تو وہ اس کی ذاتی صفت نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، وہ رحمٰن نہیں، عبد الرحمٰن کہلائے گا، اسی وجہ سے ہر انسان میں رحم کا مادّہ کم زیا ہوتا ہے۔

سوال: ایمان سے خالی انسان بھی رحم کرنے والا بنے تو کیا اللہ اپنی رحمت سے اس پر دنیا میں رحم کرتا ہے؟

جواب: ہاں! اگر کوئی ایمان سے دور انسان اللہ کی صفت رحم کی نقل کرے تو اللہ بڑے غیور اور احسان کرنے والے ہیں، حضرت صعصعہ بن ناجیہؓ نے ایمان قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! دورِ جاہلیت میں ہم نے جو نیکیاں کی ہیں، کیا ان کا بھی اللہ ہمیں اجر دے گا؟ آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا نیکی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے دو اونٹ گم ہو گئے تھے، میں اپنے تیسرے اونٹ پر بیٹھ کر اپنے دو اونٹوں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے جنگل کے اس پار چلا گیا، جہاں پرانی آبادی تھی، وہاں میں نے اپنے دونوں اونٹوں کو ایک بوڑھے آدمی کے جانوروں کے ساتھ چرتے پایا، اس سے کہا کہ یہ دونوں اونٹ میرے ہیں، اس بوڑھے نے کہا یہ چرتے ہوئے یہاں آ گئے ہیں، اگر تمہارے ہیں تو لے جاؤ، اس سے بات کرتے وقت انہوں نے پانی مانگا، اس نے پانی کے ساتھ کچھ کھجوریں بھی تواضع میں دیں، اتنے میں بچے کے رونے کی آواز آئی، بوڑھا گھر کے باہر ہی سے پوچھا: بیٹا ہوا یا بیٹی؟ معلوم ہوا بیٹی، اس پر حضرت صعصعہؓ بن ناجیہ نے پوچھا: بیٹی ہے تو کیا کرو گے؟ اس نے کہا بیٹا ہے تو قبیلے کی شان بڑھائے گا، اگر بیٹی ہوئی ہے تو ابھی یہاں اُسے زندہ دفن کر دوں گا، اس لئے کہ میں اپنی گردن اپنے داماد کے سامنے جھکا نہیں سکتا، حضرت صعصعہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بات سن کر میرا دل نرم ہو گیا، میں

نے اس سے کہا: واقعی تم بیٹی کو زندہ دفن کرو گے؟ تو بوڑھے نے کہا: ہاں! اس پر میں نے اس سے کہا کہ میں تم کو میرے یہ دو اونٹ دے دوں گا، تم اپنی وہ لڑکی مجھے دے دو، بوڑھے نے کہا: نہیں! جس اونٹ پر تم آئے ہو وہ بھی دینا ہوگا، تب لڑکی دوں گا، میں نے تین اونٹ دے کر لڑکی کو لے لیا، اس بچی کو میں نے بڑی محبت سے پالا، وہ مجھ سے کھیلتی رہی، مجھے نیکی کا شوق لگ گیا اور پھر ہر قبیلہ میں جہاں جہاں لڑکیاں پیدا ہوتیں میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تین اونٹ دے کر لڑکیوں کو بچاتا رہا اور ایمان لانے سے پہلے ۳۶۰ر لڑکیوں کی جان بچائی، یہ سن کر حضور اکرم ﷺ کا رنگ بدل گیا، داڑھی پر آنسو گرنے لگے، آپ ﷺ نے حضرت صعصعہؓ کو سینے سے لگایا، ان کا ہاتھ چوم کر فرمایا: یہ تمہیں اجر ہی تو ملا ہے، رب نے تمہیں دولتِ ایمان عطا کر دیا، یہ تمہارا دنیا کا اجر ہے، تمہارے رسول کا وعدہ ہے، قیامت کے دن رب کریم تمہیں خزانے کھول کر دے گا۔ (طبرانی)

غور کیجئے! ایک غیر مسلم کے رحم کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان عطا فرمادیا، آج ہم مسلمان ہیں، لڑکیوں کو زندہ بچانا تو بہت دور کی بات ہے؛ بے شعور مسلمان اتنے بے رحم ہو گئے ہیں کہ شادی کے نام پر مسلمان آپس ہی میں ایک دوسرے سے ناجائز مال و دولت لوٹتے ہیں، جبکہ حقوق العباد کا گناہ، نماز، روزے اور حج کرنے کے باوجود صرف توبہ کی نیت کرنے سے بھی معاف نہیں ہوتا۔

کمزور ایمان والے ایمان رکھ کر مسلمان ہوتے ہوئے فاسق و فاجر بن کر لڑکیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچانا تو دور کی بات ہے ان کے ماں باپ کی عزت لوٹتے ہیں اور لڑکی سے دولت لے کر نکاح کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کسی نہ کسی کو دسترخوان پر اپنے ساتھ لے کر کھانا کھاتے تھے، ایک دن ایک بوڑھے کو کھانے پر بٹھایا، وہ نوالہ اللہ کے نام سے نہ لے کر اپنے باطل معبود کا نام سے لینے لگا، اس پر حضرت ابراہیمؑ نے اُسے اپنے دسترخوان سے اُٹھ جانے کو کہا، اس پر اللہ نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا: ہم اس کی عمر کے لحاظ سے ۸۰ر سال سے

اُسے برابر غذاء دے رہے ہیں، اور تم اُسے ایک وقت بھی برداشت نہ کر سکے، وہ ۸۰رسال سے ہم کو نہیں مانتا، پھر بھی ہم نے اس پر ایک دن بھی غذاء نہیں روکی۔

ایک شخص سفر پر تھا، راستے میں پیاس لگی، کنویں میں اُتر کر اپنی پیاس بجھائی، باہر نکلا تو ایک کتّا پیاس سے ہانپتا ہوا آیا، اسے خیال آیا کہ جس طرح میں پیاسا تھا یہ بھی پیاس سے ہانپ رہا ہے، فوراً اس نے اپنا موزا اُتارا، اس کو پانی سے بھرا اور کتے کو پلایا، اللہ پاک نے اس کے اس عمل سے اس کی مغفرت فرمادی۔ (بخاری:۱/۳۱۸)

اسی طرح ایک فاحشہ عورت نے ایک کتّے کو پیاسا دیکھا، بے چین ہوکر اپنے موزے میں پانی بھر کر اُسے پلایا، اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔ (مسلم)

یہ تمام واقعات رحم کرنے کی تربیت کے مدِّ نظر بیان کئے گئے ہیں۔

سوال: ماں باپ' اولاد کے ساتھ رحم نہ کر کے کس طرح دشمنی کرتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ' ماں باپ کو نئے انسان کی شکل میں اولاد کے نام پر اپنے بندے عطا کرتا ہے؛ تاکہ ماں باپ ان پر محنت کر کے ان کو اللہ کا صحیح بندہ بنائیں، ماں باپ اگر ان کی صرف جسم کی فکر کریں اور دنیا کے اعتبار سے صرف دنیادار بنادیں اور دین سے بالکل بے بہرہ رکھیں اور دنیا میں ان کی دنیوی تعلیم' اچھی غذاء' آرام دہ گھر' سواریوں' کپڑوں اور دواؤں کا خیال رکھیں' لیکن ان کو یہ فکر نہ رہے کہ ہماری اولاد اللہ کی صحیح پہچان رکھتی ہے یا نہیں، اسلام کی بنیادی تعلیم سے واقف ہے یا نہیں، نماز ادا کرنے کی پابند ہے یا نہیں، بس ان کے دنیادار بننے سے حرام مال کما کر لانے سے خوش ہوں، تو یہ اولاد کے ساتھ رحم نہیں؛ بلکہ دشمنی ہے، ایسے ماں باپ اپنی اولاد کے حق میں بظاہر ہمدرد ہوتے ہوئے دشمنی کرنے والے ہوں گے، اس پر ان کو اور ان کی اولاد کو جہنم میں جانا پڑے گا، ماں باپ کا اولاد کو دیندار بنانا اور اسلام پر چلنے کے لئے مجبور کرنا ہی حقیقی رحم اور شفقت ہے۔

اس لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَاراً . (التحریم:٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

جس طرح کمرے میں آگ لگنے پر سوتے ہوئے بچے کو اٹھنے کو نہیں کہا جاتا بلکہ گھسیٹ کر باہر نکال لیا جاتا ہے، جاگنے، ہوش میں آنے میں وقت لگتا ہے، گھسیٹ کر لانے میں وقت نہیں لگتا، جس طرح آگ سے بچانے میں جلدی کی جاتی ہے، ویسے ہی اپنی اولاد کو جہنم کی آگ بچانے کی فکر کرنا ماں باپ کی اولاد سے حقیقی ہمدردی، دوستی اور محبت ہے، ورنہ غافل ماں باپ اولاد کے بڑے دشمن ہیں، جوان کی آخرت برباد کر دیتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے موت کے فرشتے حضرت عزرائیلؑ سے سوال کیا کہ عزرائیل! کیا کبھی تم کو کسی بندے کی جان نکالتے وقت رحم آیا؟ افسوس ہوا؟

جواب: حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! آپ کے حکم سے ہی لوگوں کی روحیں قبض کرتا ہوں، مگر دو آدمیوں کی روح قبض کرتے ہوئے میرا دل بڑا دُکھا، پوچھا وہ کون ہیں؟ حضرت عزرائیلؑ نے کہا: ایک مرتبہ سمندر کے طوفان سے ایک جہاز ٹوٹ گیا، ڈوبنے لگا، اس میں ایک حاملہ عورت ایک تختے کا سہارا لے کر بچنے کی کوشش کر رہی تھی، وہ تختہ پانی میں گہرائی کی طرف چلا گیا، اسی حالت میں اس کو ایک بچہ کی ولادت ہوگئی، جب بچہ پیدا ہو گیا تو آپ نے حکم دیا کہ اس عورت کی روح قبض کرلو، اس وقت مجھے اس بچے پر بڑا رحم آیا کہ یہ بچہ ابھی پیدا ہوا، ماں ہی اس کا واحد سہارا ہے، اور سمندر کے گہرے پانی میں تختے پر لیٹا ہوا ہے، ماں کے مرنے کے بعد اس بچے کا کیا بنے گا؟ لیکن آپ کا حکم تھا تو میں نے اس بچہ کی ماں کی روح قبض کر لی۔

دوسرے جس شخص کی روح قبض کرتے وقت مجھے رحم آیا وہ ایک بادشاہ تھا، اس نے ارادہ کیا کہ ایک جنت بناؤں، جب تک وہ جنت پوری نہیں ہو جاتی میں اس میں داخل نہیں ہوں گا، چنانچہ کئی سال کی تعمیر، پھل پھول لگنے کے بعد اس بادشاہ نے دیکھنے کا ارادہ کیا، لیکن جنت میں داخلے سے پہلے ہی ابھی ایک پاؤں اندر رکھا تھا اور دوسرا پاؤں باہر ہی تھا کہ اس وقت آپ کا حکم آیا کہ اس کی روح قبض کرلو، اس وقت مجھے اس پر رحم آیا، میں نے روح قبض

کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: درحقیقت تم نے ایک ہی آدمی پر دومرتبہ ترس کھائی ہے، دراصل یہ بادشاہ ہی وہ بچہ تھا جو سمندر کے بیچوں بیچ اکیلا رہ گیا تھا، وہ بعد میں شدّاد نام کا کافر بادشاہ بنا، غور کیجئے کہ اللہ نے باغی انسان کو جس نے خدائی کا دعویٰ کر کے اللہ کا باغی انسان شدّاد نام کا بادشاہ بنا' کیسے رحمت کے ساتھ پال کر بادشاہ بنایا۔ (خطباتِ رمضان: مفتی محمد تقی عثمانی)

سوال: اللہ تعالیٰ کسی انسان کی نیکی اور بدی پر کیسے رحم کرتے ہیں؟

جواب: حدیث میں ہے کہ جب انسان کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اللہ کی اطاعت کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے کو جو نیکیاں لکھنے والا ہوتا ہے' حکم دیتے ہیں کہ اس کی نیت پر ایک نیکی لکھو، اور اگر وہ انسان نیکی پر عمل کرتا ہے تو اللہ فرشتے کو حکم دیتے ہیں کہ اس ایک نیکی پر دس نیکیوں کا اجر وثواب لکھو۔ اگر کوئی ایمان والا بندہ گناہ کا اردہ کرتا ہے تو اللہ اس ارادے پر فرشتے کو گناہ لکھنے سے منع کر دیتے ہیں، اور اگر وہ گناہ کر لے تو اس گناہ پر ایک ہی گناہ لکھواتے ہیں اور اگر وہ بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اس گناہ کو اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دیا جاتا ہے (تا کہ وہ قیامت کے دن رسوا نہ ہو)۔

سوال: اگر کوئی ایمان والا اپنی زندگی میں حقوق العباد کے گناہ کو معاف نہ کروا سکا اور حق ادا کرنے کی نیت کے باوجود پورا بدلہ نہ دے سکا، تو اللہ اس کے ساتھ آخرت کے دن کیسا سلوک کریں گے؟

جواب: اللہ تعالیٰ ایسے مخلص بندے کی اخلاصِ نیت اور اللہ کے پاس پکڑ کے ڈر کی وجہ سے وہ اگر اپنی زندگی میں حقوق العباد ادا کرنے کی کوشش کے باوجود ادا نہ کر سکا یا کچھ باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ آخرت میں مظلوم کو راضی کرنے کے لئے ظالم کی طرف سے اپنی رحمت سے نعمتیں دے کر مظلوم کو ظالم سے راضی کروائیں گے اور حقوق العباد کے گناہ سے بچائیں گے، یہ اس کی رحمت ہے، عدل وانصاف کو مکمل کرنے کے لئے مظلوم کو راضی کروائیں گے؛ تا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے۔

☆☆☆☆☆